صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالع ترا طالع کند

حقیقتِ

بیعت   تصوّف   تبلیغ

بیانات

صوفی مقبول احمد نقشبندی دامت برکاتہ

مرتبہ

محمد نذیر آصف

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حمد و نعت	۱
۲	عرضِ رقم	۲
۳	حقیقتِ بیعت ------------------- (پہلا بیان)	۵
۴	مقصودِ بیعت سے عام طور پر ناواقفیت ہے	۵
۵	فقہ شریعتِ مطہرہ کا ایک اہم شعبہ ہے	۶
۶	دین کے دوسرے شعبہ کا تعلق دِل سے ہے	۶
۷	ہر عمل سے مقصود اللہ کی رضا ہو	۷
۸	اللہ میرے دِل میں جھانک رہا ہے	۸
۹	طریقت ---شریعتِ باطنہ ہے	۸
۱۰	ظاہری علوم بغیر ماہر کی رہنمائی کے سمجھ نہیں آتے	۹
۱۱	دِل کی اصلاح کے لیے شیخ کی ضرورت ہے	۱۰
۱۲	جس نے مان لیا، اس کا علاج ہو گیا	۱۱
۱۳	قلوب سب بیمار ہیں	۱۲
۱۴	ایمان والے کے لیے موت مصیبت نہیں	۱۲
۱۵	ایمان والے کو موت کا شوق ہوتا ہے	۱۳
۱۶	روحانی مرض جسمانی مرض سے زیادہ مہلک ہے	۱۵

۱۷	دل کے مرض کی دوا بہت تلخ ہے	۱۶
۱۸	جو خود بیمار ہو وہ علاج کیا کرے گا	۱۷
۱۹	شیخ سے تعلق کا مقصد اپنی اصلاح ہے	۱۷
۲۰	ہندوستان کے شاعر کا واقعہ	۱۸
۲۱	اصل ماننا۔۔۔اتباع ہے	۲۰
۲۲	جسمانی علاج کے لیے ماہر تلاش کیا جاتا ہے	۲۱
۲۳	کامل شیخ کی پہچان	۲۱
۲۴	مناسبت واطاعت	۲۲
۲۵	بیعتِ تجدیدِ توبہ کا نام ہے	۲۳
۲۶	حقیقتِ تصوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(دوسرا بیان)	۲۵
۲۷	اللہ والوں سے تعلق رکھنا فرضِ عین ہے	۲۵
۲۸	مقصدِ تخلیقِ انسانیت۔۔۔؟	۲۶
۲۹	اصل چیز بیعت نہیں	۲۷
۳۰	اہل اللہ کی صحبت اکیلی بھی نافع ہے	۲۸
۳۱	اللہ تعالیٰ عادی نظام کے بعد مجبور نہیں ہیں	۲۹
۳۲	حضرت موسیٰ اور جادوگروں کا واقعہ	۳۰
۳۳	یوسف کا واقعہ	۳۱
۳۴	معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق	۳۲
۳۵	معنوی کرامت۔۔۔صوری کرامت سے بڑھی ہوئی ہے	۳۳
۳۶	غفلتِ دل سے کیا گیا ذکرِ لسانی، کرامت سے افضل ہے	۳۴
۳۷	اہلِ حق نے ہر زمانے میں تصوف کو نکھارنے کی محنت کی ہے	۳۵
۳۸	اجزائے تصوف سے کوئی منکر نہیں	۳۶
۳۹	تصوف سے مقصود دل کا تصفیہ ہے	۳۷
۴۰	ذرائع ذرائع ہے۔۔۔مقصود مقصود ہے	۳۹
۴۱	دل کا جاری ہونا کیا ہے؟	۴۰
۴۲	حضوری کس کو کہتے ہیں؟	۴۱
۴۳	طریقت۔۔۔شریعت پر ڈالنے کے لیے ہے	۴۲
۴۴	نسبت کیا ہے؟	۴۳
۴۵	ذکر سے مقصود کیا ہے؟	۴۵
۴۶	تعلق اس لیے جوڑو کہ اللہ مل جائے	۴۶
۴۷	اللہ والے قیامت تک رہیں گے	۴۷
۴۸	جہاں شفا۔۔۔وہاں اطمینان	۴۹
۴۹	ایک غلو	۴۹

۵۰	نفس سے مقابلہ موت تک کا ہے	۵۰
۵۱	کام تو کرنے سے ہوگا	۵۱
۵۲	شیخ تو بس رہبری کرتا ہے	۵۲
۵۳	ذکرِ قلبی	۵۳
۵۴	مراقبہ	۵۵
۵۵	حقیقتِ تبلیغ-------------------(تیسرا بیان)	۵۶
۵۶	بیان سے پہلے تعلیم	۵۶
۵۷	تبلیغی جماعت نہیں بلکہ تحریکِ ایمان	۵۸
۵۸	یہ محنت تبلیغ کی استعدو پیدا کرنے کے لیے ہے	۵۹
۵۹	یہ تو اصلاح کا راستہ ہے	۵۹
۶۰	تکرار سے مقصود قرار پکڑنا ہے	۶۰
۶۱	حضرت مولانا الیاسؒ کا اصلاح کے لیے اکابرین سے تعلق	۶۱
۶۲	حضرت مولانا الیاسؒ کی بستی نظام الدین آمد	۶۲
۶۳	آپ سے یہ کام لیا جائے گا	۶۳
۶۴	الہام، کشف اور وجدان حجت نہیں ہے	۶۴
۶۵	اصل ضرورت بڑوں کی تربیت کی ہے	۶۵
۶۶	کرے گا کون؟	۶۶
۶۷	آج کا مسلمان اسلام کو حقارت سے دیکھ رہا ہے	۶۷
۶۸	تبلیغ ابھی شروع نہیں ہوئی	۶۷
۶۹	پیاس اپنے اپنے کنویں پر جا کر مٹاؤ	۶۸
۷۰	ذمہ داری غالب اور اصلاح مغلوب ہو چکی ہے	۶۹
۷۱	یہ تبلیغ نہیں تذکیر ہے	۷۰
۷۲	بے طلبوں میں دین کی سچی طلب پیدا ہو جائے	۷۱
۷۳	بحرین کے ایک عالم سے ملاقات	۷۳
۷۴	شجرہ	۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ونعت

اَلْحَمْدُ لِمَنْ قَدَّرَ خَیْرًا وَّ خَبَالاً وَالشُّکْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَّ جَمَالاً

اس اللہ کی بڑی بڑی تعریف جس نے خیر و شر کو پیدا کیا۔ اور اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر جس نے حسن و خوبصورتی پیدا کی۔

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِیٌّ رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ کَمَالاً

وہ ایک ہے بے نیاز ہے مخلوقات کی صفتوں سے بری ہے پروردگار ہے ازل سے ہے اس نے مخلوقات کو اپنے کمال سے پیدا کیا

لَاضِدَّ وَلَانِدَّ وَلَاحَدَّ لِمَوْلٰی اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالاً

اس کا کوئی مقابل نہیں۔ کوئی مثل نہیں۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ وہ جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔

لَامِثْلَ وَلَاصَوَّرَ مِثْلاً وَّنَظِیْرًا مَنْ قَالَ سِوٰی ذٰلِکَ قَدْ قَالَ مُحَالاً

اس کا کوئی مثل نہیں اور اس نے کوئی اپنی مثال اور نظیر پیدا نہیں کی جو لوگ اس کی نظیر کے قائل وہ ایک محال چیز کے قائل ہوئے۔

لَاشِبْهَ وَلَامِثْلَ وَلَاکُفْوَ لِمَوْلٰی لَاوُلْدَ وَلَاوَالِدَ لَاعَمَّ وَّخَالاً

کوئی اس کی مانند نہیں۔ مثل نہیں اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کا چچا ہے نہ ماموں۔

لَاقَبْلَ وَلَابَعْدَ وَلَاوَقْتَ زَمَانًا لَامَانِعَ لَاحَاجِبَ لِلّٰهِ تَعَالٰی

نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ بعد اور نہ اس کے زمانہ کیلئے کوئی وقت معین ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو روکنے والا نہیں ہے!!

اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا وَالْبَاطِنُ مَوْلَاهُ بِلَاقِیْلَ وَّقَالاً

سب سے پہلے وہی سب سے آخر بھی وہی اور ظاہر بھی وہی ہے اور یہ حقیقت ہے اور باطن بھی وہی ہے بلا قیل و قال وہی آقا ہے۔

اٰمِنْ بِاللّٰهِ وَلَارَبَّ سِوَاهُ اٰمِنْ بِرَسُوْلٍ تَجِدُ الْقُرْبَ کَمَالاً

اللہ پر ایمان لاؤ۔ اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اللہ سے ملنے کا کامل ذریعہ یہی ہے۔

اِشْهَدْ بِاللّٰهِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا ثُمَّ اَشْهِدْ بِالْاَحْمَدِ فَضْلاً وَّجَلَالاً

اللہ کی الوہیت کی گواہی دو در حقیقت وہی ایک ہے۔ پھر احمد مجتبیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرو۔

صَلِّ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلٍ وَّنَبِیٍّ فِیْ کُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَآءٍ وَّزَوَالاً

تمام نبیوں سے اور تمام رسولوں سے افضل رسول ﷺ پر صبح و شام دن اور رات درود بھیجو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ راقم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

اللہ تعالیٰ کا امّت مسلمہ پر خصوصی احسان وفضل ہے کہ عروج وزوال کی چودہ سو سالہ تاریخ کے دوران ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اس امّت میں ایسی مصلح شخصیات پیدا فرمائیں جو ہر قسم کے حالات میں اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے امّت کی اجتماعی اور انفرادی اصلاح میں کوشاں رہیں اور ہدایت کے راستے پر چلنے میں لوگوں کی رہنمائی فرماتی رہیں۔ موجودہ دور میں جو دو شعبے مسلمانوں کی فکری، عملی اور قلبی اصلاح میں سرگرمِ عمل اور نمایاں نظر آتے ہیں ان میں سے ایک "اہلِ ذکر" جبکہ دوسری وہ جماعت ہے جس کا عام طور پر "تبلیغی جماعت" کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

اہلِ ذکر حضرات کی نظر میں اس وقت امّت مسلمہ کی بنیادی کمزوری کا تعلق اس کے قلب سے ہے۔ قلب جو اخلاقِ حمیدہ اور اخلاقِ رذیلہ کا مسکن ہے کسی بھی فرد کی ظاہری اور باطنی اصلاح کی بنیاد ہے۔ لہٰذا قلب کا تزکیہ اور تصفیہ انتہائی ضروری ہے جو کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر ہی ممکن ہے۔ اور یہ بات اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تزکیہ کی وہ ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سونپی تھی آپ ﷺ کے بعد صوفیا کرام نے اس ذمہ داری کو سنبھالا اور اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔

کم قسمتی سے دین کے اس اہم اور ضروری شعبہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غیر ضروری چیزیں اس طرح شامل ہو گئیں کہ ایک عام انسان کے لیے حق و باطل میں تفریق کرنا مشکل ہو گیا۔ یہ راستہ جو لوگوں کی باطنی اصلاح کا ذریعہ تھا، بدعات و رسومات کا شکار ہو گیا۔ بیعت ایک رسم کی صورت اختیار کر گئی۔ جس کا مقصد صرف اللہ والوں سے تعلق جوڑ کر دنیاوی مقاصد میں ان کی برکات کا حاصل کرنا رہ گیا۔ جبکہ تصوف اشغال و اعمال صرف حالات و کیفیات حاصل کرنے کا ذریعہ بن گئے۔ اور انہی کو اصل سمجھ لیا گیا۔ مختصر یہ کہ عمومی طور پر طریقت کو مقصود سمجھ لیا گیا اور شریعت کو ثانوی حیثیت دے دی گئی۔

تبلیغ کی بنیاد جن حضرات نے رکھی ان کے ارشادات و اقوال و مکتوبات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کام کا مقصد لوگوں کو ایسے اعمال اور ماحول کی طرف متوجہ کرنا تھا جن سے ان میں دین پر چلنے کی طلب پیدا ہو جائے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ محنت اپنے مقصد سے ہٹنا شروع ہو گئی۔ تذکیر جو مقصود حاصل کرنے کا ذریعہ تھا، دعوت و تبلیغ کے نام سے دوسروں کی اصلاح کی محنت بن گیا۔ اسی کو اپنی ذمہ داری سمجھا جانے لگا۔ یہ عمل اتنا غالب ہوا کہ اپنی اصلاح یکسر نظر انداز کر دی گئی۔ بس خود اللہ کے راستے میں نکلنا اور دوسروں کو نکالنا ہی اصل مقصود بن گیا۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک یہ کہ تبلیغ کا کام کرنے والوں کے دلوں میں اہلِ علم اور اہلِ ذکر کی تحقیر پیدا ہو گئی۔ اہلِ ذکر اور اہلِ علم کے کام کو فضول سمجھا جانے لگا۔

حضرت جی (صوفی مقبول احمد نقشبندی دامت برکاتہ) پر اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خاص احسان فرمایا کہ آپ کو ان دونوں شعبوں (تصوف اور تبلیغ) کے اہلِ حق کی صحبت میسر رہی اور آپ نے اہلِ حق مشائخ اور دعوت و تبلیغ کے وہ بزرگ جنہوں نے اس کام کی بنیاد رکھی، کی صحبت میں وقت گزارا۔ اس لیے آپ نے حقیقی طور پر ان دونوں کاموں کے مغز اور مقصود کو اکابرین کی صحبت سے سمجھا۔ اہلِ تصوف اور اہلِ تبلیغ کے موجودہ حالات دیکھ کر آپ کا دل کڑھتا رہتا ہے۔ اور آپ اکثر اپنے بیانات میں ان کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں اور اپنے متعلقین کو تصوف، بیعت اور تبلیغ کے مقصود اور حقائق سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

حقیقتِ تصوف، حقیقتِ بیعت اور حقیقتِ تبلیغ کے نام سے جو بیانات احقر نے اس جگہ جمع کیے ہیں، ان بیانات میں حضرت جی دامت برکاتہ نے بڑے آسان پیرائے میں تینوں کاموں کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ حضرت جی کی اجازت سے ان تینوں کو تحریری شکل میں لایا گیا ہے۔ تاکہ عوام الناس ان کے مطالعہ سے تصوف، بیعت اور تبلیغ کے حقائق اور مقصود کو جان سکیں۔

اس موقع پر نا انصافی ہوگی اگر میں ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کام میں میری معاونت فرمائی۔ بھائی شہریار، بھائی سیّد مقبول اور بھائی فیصل نے ان بیانات کو تحریری شکل میں لانے میں مدد کی۔ سرورق بھائی عبدالوحید نے ڈیزائن کیا، جبکہ پروف ریڈنگ کے مرحلہ میں ڈاکٹر سیّد زبیر صاحب نے معاونت اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد نذیر آصف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقتِ بیعت

09 جنوری 2005ء کو عارف والا کے سفر کے دوران چک 80 مولوی طیب صاحب کی مسجد میں بعد از نمازِ عشا بعض حضرات نے حضرت جی سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔چونکہ پہلی ملاقات تھی اس لیے حسبِ معمول حضرت جی نے ان حضرات سے فرمایا کہ بیعت ہونے سے پہلے ضروری ہے کہ بیعت کے مقصود کو سمجھ لیا جائے۔لہٰذا حقیقتِ بیعت کے موضوع پر حضرت جی نے اس مجمع میں بیان فرمایا۔

مقصودِ بیعت سے عام طور پر ناواقفیت

بیعت کا تذکرہ تو آج کل عام ہے۔لیکن بیعت سے مقصود کیا ہے اس سے عام طور پر ناواقفیت ہے۔ہمارے ہاں مشہور ہے کہ۔۔۔

"پیر پھڑ تاں اے"

لیکن کرنا کیا ہے۔۔۔؟ مقصود اس سے کیا ہے؟۔۔۔اللہ یہ سمجھادے!۔۔۔پھر افراط وتفریط ہے۔۔ ایک طرف تو یہ کہ بیعت بے کار ہے۔۔۔اسکی ضرورت نہیں۔۔۔ اور دوسروں نے بیعت کو ایسا پکڑا مضبوطی کے ساتھ کہ۔۔۔بس اسی کو سب کچھ سمجھ کر اسی پر اکتفا کرلیا کہ بس اب عمل کی ضرورت نہیں۔۔

"پیر پھڑ لیا!۔۔۔بچالے گا"

یہ عام تذکرے ہیں ہمارے ماحول کے اندر۔۔۔فضاؤں کے اندر۔۔۔وہ بھی غلط ہے ۔۔یہ بھی غلط ہے۔۔۔بیعت کا انکار بھی غلط ہے اور بیعت پر قناعت کرکے عمل چھوڑ دینا

۔۔۔یہ بھی غلط ہے۔۔۔ہمارے اکابرین نے۔۔۔اللہ ان کی قبروں کو نور سے منور فرمائے۔۔۔اعتدال کا۔۔۔درمیان کا راستہ بتادیا۔۔۔

فقہ شریعتِ مطہرہ کا ایک اہم شعبہ ہے

شریعتِ مطہرہ کے دو قسم کے احکام ہیں۔۔۔ایک کا تعلق انسان کے ظاہر کے ساتھ ہے کہ۔۔۔ظاہر صحیح ہو جائے۔۔۔شریعتِ مطہرہ نے جس طریقہ سے جسم کو استعمال کرنے کا طریقہ بتایا ہے اس کے مطابق اس کو استعمال کرنے والے ہم بن جائیں۔۔۔ عبادات کے اندر بھی۔۔۔ اخلاق کے اندر بھی۔۔۔معاملات کے اندر بھی۔۔۔ معاشرت کے اندر بھی۔۔۔نماز۔۔۔روزہ۔۔۔زکوٰۃ۔۔۔حج۔۔۔شادی بیاہ۔۔۔ لین دین۔۔۔جس جس میں جسم استعمال ہوتا ہے۔۔۔اسکو اپنی مرضی کے مطابق نہیں۔ بلکہ جیسے اللہ چاہ رہے ہیں۔۔۔اس کے مطابق استعمال کرنا۔شریعتِ مطہرہ کا یہ بڑا اہم ومہتم بالشان شعبہ فقہ ہے۔اللہ پاک ان فقہائے کرام کی قبروں کو نور سے منور فرمائے جنہوں نے فقہ کو مدون کیا۔۔۔دین کا فہم حاصل کیا۔۔۔صحابہؓ سے تابعینؒ۔۔۔تابعینؒ سے تبع تابعینؒ۔۔۔اور پھر اس کو محفوظ کردیا جو قیامت تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ امت میں جاری رہے گا۔

دین کے دوسرے شعبہ کا تعلق دل سے ہے

جیسے دین کا یہ شعبہ اہم ہے۔۔۔ایسے ہی دین کا دوسرا شعبہ بھی اہم ہے۔۔۔جس کا

تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے۔دل صحیح ہوجائے ---دل تندرست ہوجائے ---دل صاف ہوجائے ---دل شفاف ہوجائے ---دل پاک ہوجائے ---دل کے اندر نفسانیت جو ہے ---مضمحل ہوجائے ---ضعیف ہوجائے ---شر کی طرف میلان نہ ہونے کے برابر ہو---اللہ کی اطاعت کی لذت بڑھ جائے ---اللہ کی محبت دل کے اندر گھر کرجائے کہ جو اللہ کی اطاعت کو اندر سے ---شوق اور رغبت کے ساتھ ابھارے ---بوجھ بن کر نہیں ---اعمال گرانی کے ساتھ نہیں ---بلکہ شوق کے ساتھ---رغبت کے ساتھ---مزے لے لے کر---دل کی یہ کیفیت بن جائے۔---اور اللہ کی نافرمانی کی دل کے اندر ایسی کراہیت ہو کہ گھن آنے لگے---تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے ---دنیا کی محبت نہ رہے ---آخرت کی محبت آجائے ---زبان سے کہنا کچھ اور ہے---دل ذوقی طور پر وجدانی طور پر ایسا بن جائے ---باقی اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کا ایسا یقین دل کے اندر آجائے کہ جیسے دیکھ لیا--- اور وہاں جانے کا شوق لگ جائے ---یہاں سے نکلنے کا اور وہاں جانے کا---تکبر نہ رہے ---کیونکہ یہ ایسا برا مرض ہے ---یہ دل کا مرض ہے---دل کا فعل ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جس کے دل کے اندر رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا---یہ اتنا خطرناک اور مہلک مرض ہے---!

ہر عمل سے مقصود اللہ کی رضا ہو

تو دل ان امراض سے پاک ہوجائے ---بغض نکلے ---حسد نکلے ---کینہ نکلے ---

دل میں اخلاص آئے ---ہر عمل کے اندر مقصود اسکی رضا ہو---اس کا طالب ہو---لوگوں کے اندر اپنی وجاہت حاصل کرنے کا طالب نہ ہو---بلکہ اللہ کی رضا کا طالب ہو---عمل اس لیے کرے کہ اس کا حکم ہے---وہ راضی ہوجائے ---یہ اخلاص ہے---اس کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے---ظاہر کے ساتھ نہیں ہے---یہ چاہوں کہ مخلص لکھوں تو اخلاص ایسے تو نہیں آئے گا---وہ تو دل کے اندر آئیگا---

اللہ میرے دل میں جھانک رہا ہے

اور دلوں کے اندر کون جھانکتا ہے---اللہ---اسکا فیصلہ کون کرے گا---اللہ---تو اسکا استحضار ہو کہ وہ اللہ میرے دل کے اندر جھانک رہا ہے جس سے کچھ چھپ نہیں سکتا---میرے دل کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسکو وہ نہ دیکھ رہا ہو---تو پھر اسکو حیا آئے گی---تو اس کو تنہائی میں بھی نافرمانی کرتے ہوئے شرم آئے گی---شرمندگی ہوگی کہ اس کے سامنے میں اس کی نافرمانی کروں---اس شرم کی وجہ سے وہ اس کی طرف رخ نہ کرے گا---تو دل کی صفائی کہ---اندر سے رذائل جھڑ جائیں---صفاتِ حمیدہ آجائیں---تو اسکے لیے تصوّف ہے---یہ شریعت ہی کا ایک شعبہ ہے---ہٹ کر نہیں ہے---

طریقت شریعتِ باطنہ ہے

آج جو کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے---یہ بیچارے دھوکے میں پڑے

ہوئے ہیں ---کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جسکی جناب رسول اللہ ﷺ نے شریعت کے اندر خبر نہ دی ہو---ایک شریعتِ ظاہرہ ہے---جو فقہ ہے---ایک شریعتِ باطنہ ہے جو طریقت ہے---دل کا تصفیہ---دل کا تزکیہ---دل کا پاک کرنا---دل کے اندر وہ ولولہ---وہ جذبہ---وہ شوق جو ہر حال کے اندر---خواہ تنہا ہو پھر بھی۔ --بزم میں ہو پھر بھی---تنگ دستی ہے پھر بھی---فراخی ہو پھر بھی---بیماری ہو پھر بھی---صحت ہو پھر بھی---جو حال بھی آئے یہ اسکو اندر سے شوق دلائے--- اس پر جمائے---اس پر چلائے---

ظاہری علوم بغیر ماہر کی رہنمائی کے سمجھ نہیں آتے

تو میرے بزرگو دوستو! جسطرح ظاہری علوم حاصل کرنے کے لیے استاد کی ضرورت ہے اسکے بغیر بات بنتی نہیں---کتابیں تو پوری ہیں بلکہ آج تو بہت زیادہ شائع ہو چکی ہیں۔ --ان کتابوں کو خود پڑھکر انسان سیکھ نہیں سکتا---دھوکا کھا جائے گا---غلطی لگ جائے گی---ماہر کی ضرورت ہے---جس طریقے سے دنیاوی علوم کی کتابیں بہت شائع ہیں لیکن خود پڑھ کر آدمی ڈگری حاصل نہیں کر سکتا---استاد کی---یونیورٹی کی---کالج کی---سکول کی ضرورت ہے---اس کے بغیر بات بنتی نہیں--- سب کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آتی ہے---اسی طریقہ سے دینی علوم کی کتابیں ---کتنی بھی آدمی گھر لے کر بیٹھ جائے عالم نہیں بن سکتا---جب تک کہ استاد کی نگرانی میں اسے نہ پڑھے---اس کے لیے مدارس ہیں---یہ جامعات سارے اسی لیے

ہیں کہ---ایک استاد تجربہ کار---جس نے اِسے ماہر استاد سے سیکھا ہے---جو اس فن کو جانتا ہے---ہمیں سنبھال لے گا---

دل کی اصلاح کے لیے شیخ کی ضرورت ہے

اسی طرح دل کی اصلاح کے لیے کہ دل ہمارا صحیح ہو جائے---اس کے لیے استاد کی ضرورت ہے---یہ پیر جو ہے---یہ شیخ جو ہے---یہ استاد ہے---یہ رہنما ہے۔ --جو اس راستے میں چل چکا ہے---کہ شیطان کسطرح راہ مارتا ہے---یہ جانتا ہے نفس کیسے گمراہ کر سکتا ہے---یہ چونکہ اس طریق میں چل چکا ہے---کسی ماہر کی نگرانی میں تربیت حاصل کر چکا ہے---اس لیے اس کی رہنمائی کی ضرورت ہے---کہ اس رہنمائی کے اندر جو چلیں گے تو پھر ہمیں آسانی ہو جائے گی---اپنے طور پر چلنا چاہیں گے تو مشکل ہے---

جس طریقے سے بیماریوں کے لیے جو جسم کو لگ جاتی ہیں---اس کے لیے ڈاکٹر کی ضرورت ہے---حکیم کی ضرورت ہے---طبیب کی ضرورت ہے---معالج کی ضرورت ہے---خود علاج نہیں کر سکتا---غلطی کھا جائے گا---کہ بعض اوقات مرض ہوگا اور سمجھے گا کہ مرض نہیں ہے---اور بعض اوقات مرض ہوگا معمولی---اور سمجھے گا بڑا خطرناک---اور بعض اوقات مرض ہوگا بڑا خطرناک---اور سمجھے گا معمولی---لیکن یہ جو ماہر ہے---معالج ہے---جو طبیب ہے---جو ڈاکٹر ہے۔ --جس نے فن کو سیکھا ہے وہ اپنے اس فن کی وجہ سے جان لیتا ہے کہ مرض ہے یا مرض ہی

نہیں ہے---ایسے ہی مریض سمجھ رہا ہے اپنے آپ کو---

جس نے مان لیا، اس کا علاج ہو گیا

ڈاکٹر حضرات جانتے ہیں کہ ایسے مریض اکثر آجاتے ہیں کہ جن کو مرض کچھ نہیں ہوتا---تو پھر یہ جانتا ہے کہ اسکو دوائی دینی ہے یا نہیں دینی---اور کونسی دینی ہے---کڑوی دینی ہے---میٹھی دینی ہے---تھوڑی دینی ہے---زیادہ دینی ہے---آج کل دوائیاں ایسی آگئی ہیں کہ ان میں ذائقہ ڈال دیتے ہیں کہ بچے آسانی سے کھا لیتے ہیں---اب دوائی بڑی مزیدار اور بچہ چاہتا ہے کہ پوری شیشی پلا دو---پھر دیکھ کیا حال ہوگا---فائدہ ہوگا یا نقصان---ڈاکٹر کی ماننی پڑے گی---جتنا کہا ہے---چھوٹا چمچ کہا ہے تو چھوٹا---بڑا کہا ہے تو بڑا---پھر پرہیز---اگر آدمی کہے کہ گوشت کے بغیر نوالہ حلق کے نیچے اترتا ہی نہیں ہے---اور معدہ اسکا خراب ہے---یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب میں پرہیز نہیں کرسکتا---اب ڈاکٹر اسے دوائیاں دیتے رہیں---ہوگا اسے فائدہ---؟ گوشت سے طاقت آئے گی یا اسکی طاقت کم ہوگی---کہتے ہیں گوشت طاقت دیتا ہے---اب طاقت نہیں دے گا---اب ڈاکٹر اسے کہ رہا ہے کہ تیرے معدے کے اندر کمزوری ہے---معدے کے اندر اک مرض ہے---گوشت کھانا تیرے نزدیک فائدے کی چیز نہیں بلکہ نقصان کی چیز ہے---وہ جانتا ہے---وہ کہتا ہے کہ تھوڑے دن صبر کرلے---ابھی ہمارے ایک ساتھی دو ہفتے بیمار رہے ہیں ہسپتال کے اندر---نہ ان کو پانی پینے کی اجازت نہ کھانے کی---مرض اتنا مہلک

اور خطرناک کہ زندگی کی امید بھی نہیں تھی---وہ کہتے رہے---پیاس پیاس---لیکن کہا گیا کہ ابھی نہیں---اگر وہ کچھ لے لے تو ڈاکٹر کہتا ہے کہ خطرناک ہے---اب ماننی پڑے گی---انہوں نے پرہیز کیا---انہوں نے علاج کیا---پندرہ دنوں کے بعد وہ کل الحمد اللہ اپنے گھر آگئے---اب اسے کہا کہ تھوڑا سا پہلے گھونٹ گھونٹ پانی---پھر کہا کہ تھوڑا سا---بس اتنا سا سلائس---تو جس نے تو مان لیا---اس کا تو علاج ہو گیا---اور صحت مند ہو گیا---اور جو کہے کہ نہیں میں اپنی مرضی کروں گا تو بات نہیں بنتی---

قلوب سب بیمار ہیں

اسی طریقے سے میرے بزرگو دوستو! یہ روحانی بیماریاں جو اندر ہی اندر چلتی رہتی ہیں---جن کے بارے میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ انہیں بیماری ہی نہیں سمجھتے---اور یہ آج کی بات نہیں ہے---امام غزالیؒ اپنے زمانے میں---حضرت نے فرمایا ہے کہ پہلا مرحلہ تو یہی ہے۔فرماتے ہیں قلوب سب بیمار ہیں---اکثر بیمار ہیں---لیکن اس کا احساس ہی نہیں کہ بیمار ہیں---حالانکہ یہ دل کی بیماری جسمانی مرض سے زیادہ خطرناک ہے---

ایمان والے کے لیے موت مصیبت نہیں

جسمانی مرض سے اگر آدمی مرگیا تو کوئی نقصان نہیں ہے---یہ بھی اللہ ہمیں سمجھا دے

بات ---موت مسلمان کے لیے پریشانی نہیں ہے ---ناکامی نہیں ہے ---مصیبت کا نام موت نہیں ہے ---ہم نے مصیبت کا نام موت رکھ لیا ---ناواقفیت کی وجہ سے ---کیونکہ دل جو ہے ---جو احساس کرنے والا ہے ---جو ادراک کرنے والا ہے ---جو اس صحیح لذت کو چکھنے والا ہے ---وہ تو مرا ہوا ہے ---تو موت کو کہتے ہیں کہ مصیبت ہے ---پریشانی ہے ---ورنہ اللہ جانتا ہے ---جسکا دل بنا ہوا ہوگا ---جو دل صاف شفاف اور بیدار ہوگا ---یہ دل اس کو بتائے گا کہ جسطرح آدمی منتقل ہوتا ہے ---یہاں سے امریکہ کا ویزہ آجائے ---اس پر خوش ہوتا ہے یا روتا ہے؟ ---اس کو رخصت خوشی سے کرتے ہیں ---یا رو کر کرتے ہیں؟ ---سارے خوش ہوتے ہیں ---بیوی بھی خوش ہے ---بچے بھی خوش ہیں ---ہار ڈالتے ہیں اسکو مٹھائیاں ---گھروں میں مبارکی ہوتی ہے ---کیونکہ ہمارے زعم کے اندر یہ ہے کہ یہاں اسکو زندگی کی آسائشوں کے مواقع اتنے میسر نہیں ہیں ---جتنے امریکہ کے اندر ہیں ---یہی ہے ناں! ---ایک اچھی جگہ جا رہا ہے ناں ---اچھی جگہ جانے کے احساس کیوجہ سے کیا کرتے ہیں کہ ---اس کو مبارک دیتے ہیں ---اللہ سمجھ دے دے ---ایمان والا جو ہے ---اِس دنیا سے آخرت میں اس سے اچھی جگہ جا رہا ہے ---اور ایسی اچھی جگہ جا رہا ہے کہ ادھر تکنا بھی نہیں چاہے گا ---جب وہ اُس کو چکھ لے گا ناں ---اللہ العزت نے ایمان والے کے لیے جو انعامات رکھے ہیں ---ان کو جب چکھ لے گا تو اسے تکے گا بھی نہیں ---ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا ---پوچھا کہ حضرت کیا بیتی ---؟ فرمانے لگے کہ شکر ہے تمہاری بدبودار ---سڑی دنیا سے نجات مل گئی ---موت ناکامی نہیں ---موت

پریشانی نہیں ہے ---وہ تو موت کا مشتاق ہے ---انتظار کے اندر ہے ---کہ یہ دنیا کے مصائب سے دنیا کی آزمائشوں سے نجات دلانے والی ہے ---اللہ سے ملاقات کروانے والی ہے ---انعامات کو دلانے والی ہے ---آپ تو ماشاءاللہ دیہاتوں کے رہنے والے ہیں ---اچھی طرح جانتے ہیں کہ فصل جب تیار ہو جائے ---اور فصل جب کٹ جائے ---اس وقت خوشی ہوتی ہے یا غم ہوتا ہے ---؟ اب فصل کو گھر لیجانے کا وقت آگیا ہے ---تو روتا ہے ---یہ رونے کا وقت ہے یا خوشی کا ---؟

ایمان والے کو موت کا شوق ہوتا ہے

آج بوڑھا روتا ہے ---اب گھر جانے کا وقت آگیا ---ساری زندگی جو کمائی کی ہے ---اس کو کاٹ کر گھر لیجانے کا وقت آگیا ---تو روتا ہے ---یہ رونے کا وقت ہے یا خوشی کا ---؟ لیکن یقین نہیں ہے ---دل مانتا نہیں ہے ---پتا نہیں ---کیا ہوگا ---؟ اُس لذت سے دل آشنا نہیں ہے ---ایمان والے کے لیے جیسے جیسے بڑھاپا آتا ہے ---وہ خوش ہوتا ہے ---حضرت یعقوبؒ مجددی بھوپال کے اندر ایک بزرگ گزرے ہیں ---"صحبتِ با اہلِ دل" کتاب ہے ---انکے تذکرے کے اندر ---اس میں فرماتے ہیں کہ قفس ---قفس کہتے ہیں پنجرے کو ---کہ اسکی تیلیاں جب کمزور ہو جاتی ہیں تو پرندہ بڑا خوش ہوتا ہے کہ ٹوٹے اور میں آزاد ہو جاؤں ---بڑھاپے کے اندر ایسی خوشی ہوتی ہے کہ ---اب یہ تیلیاں کمزور ہیں اب میں جلدی سے نکلوں اور اپنے آشیانے کی طرف پرواز کروں ---لیکن نادانی کی وجہ سے کہتا ہے

ہائے---اب تو مرنا ہے---شوق ہوتا ہے ایمان والے کو---تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر مر گیا---جسمانی مرض سے---ایمان کے ساتھ---تو دُکھوں سے اسے نجات مل گئی---تکلیفوں سے اب نجات مل گئی---پریشانیوں سے نجات مل گئی---اور ایک بہترین اور عیش کی زندگی اسکول گئی---یہ ناکامی ہوئی یا کامیابی---؟

روحانی مرض جسمانی مرض سے زیادہ مہلک ہے

تو جسمانی مرض اتنا مہلک نہیں ہے---لیکن روح کو اگر روگ لگ گیا کہ---جیسا میں نے ابھی بتایا ناں کی تکبر کا---فرمایا کہ تکبر اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو تو جنّت کی خوشبو نہ سونگھے گا---یہ مرض ساتھ جائے گا---ہمیشہ ساتھ رہے گا---کتنا خطرناک ہے!---ہمیں احساس ہی نہیں ہے اس کا---اندر ہی اندر آلودگیاں اور گندگیاں جمع ہو رہی ہیں---اور لوگوں کے آگے پاک صاف بنا ہوا ہے---جیسے میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں---آپ بھی مجھے عقیدت اور محبت سے دیکھ رہے ہیں کہ حضرت صاحب آئے ہیں---لیکن یہ آپ کے سامنے ہے---میرے اندر کیا ہے---اس کو جاننے والا جانتا ہے---فیصلہ اس نے کرنا ہے---لوگوں کے سامنے بنا رہے---اور اندر میں حرام کام کرتا رہے---چھپ چھپ کر تنہائیوں کے اندر---فیصلہ کس نے کرنا ہے!---یہ اندر کا روگ ہے---جو اندر چھپا ہوا ہے---اسکو سمجھتا نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ لوگوں کے سامنے میری بزرگی قائم رہے---لوگوں کے سامنے کسی کو پتا نہ چلے کہ میرے اندر کیا چل رہا ہے---یہاں تو بچ گیا---لیکن وہاں نہ بچ سکے گا---

"یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ"

اس دن بھید کھل جائیں گے سب کے---کس دن---؟ جس دن کوئی قوت نہیں ہوگی---کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا---سب کے بھید کھل جائیں گے---اللہ اس دن کی رسوائی سے بچالے (آمین)

دِل کے مرض کی دوا بہت تلخ ہے

میرے عزیز بزرگو دوستو! یہ مہلک مرض جو دل کے اندر ہے---جس کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مریض اس کو مرض ہی نہیں سمجھتا---علاج کیا کروائے گا---پہلا مرحلہ تو یہ کہ احساس ہو جائے کہ مرض ہے---اب جب مرض کا احساس ہو جائے تو پھر دوائی کا استعمال کرے اور دوائی اس کی بڑی تلخ ہے---یہ ہے خواہشات کی مخالفت---اس سے جان نکلتی ہے---یہ کڑوی دوائی نہیں پیئی تو علاج کیسے ہوگا---یہ حضرت (امام غزالیؒ) فرما رہے ہیں---اپنے زمانے کے اندر---یہ کون فرما رہے ہیں---جو پہلے فقہ کے اندر---ظاہری علوم کے اندر---اس زمانے میں سب سے اعلیٰ ترین مقام حاصل کر چکے تھے---بادشاہ کے مقرب ترین---سب سے بڑا جو مدارس کا نظام تھا سارا ان کے سپرد تھا---اچانک ان کو خیال آیا کہ یہ تو ظاہری ظاہر ہے---اور اندر خالی ہے---چھوڑ چھاڑ کر نکل گئے---ٹھاٹھ باٹھ---شان و شوکت چھوڑ گئے---اور پھر بو علی فارمدیؒ کی خدمت میں کئی سال گزارے---اور پھر جب اس دل کی اصلاح ہوئی اور دل نے اس لذت کو چکھ لیا---اس کے بعد فرما

رہے ہیں۔۔۔یہ ساری چیزیں۔۔۔ظاہری علوم سیکھ چکے تھے۔۔۔فقہ پر عبور تھا۔۔۔ اور اپنی فقہ۔۔۔جو کہ شافعی تھا۔۔۔اس میں اتنا عبور تھا کہ اپنے وقت کے مناظر تھے۔ بہت زبردست قسم کے۔۔۔امام ابو حنیفہؒ کے خلاف ایک کتاب لکھی۔۔۔اس زمانے میں۔۔۔لیکن بعد میں جب دل بن گیا تو فرماتے تھے کہ سارا کیا تھا۔۔۔دنیاداری تھی۔ اب حقائق کھل گئے۔۔

جو خود بیمار ہو وہ علاج کیا کرے گا

تو وہ (امام غزالیؒ) فرماتے ہیں کہ یہ مرض ایسا مہلک ہے۔۔۔جو مریض مرض ہی نہیں سمجھتا۔۔۔اور اگر سمجھ لے تو دوائی پر آمادگی نہیں کہ کڑوی ہے۔۔۔تلخ بہت ہے۔۔۔ اور اگر چلو اگر دوائی کی کرواہٹ کو برداشت کرنے پر آمادہ بھی ہو جائے تو اس کے دوا دینے والے معالج نہیں ملتے۔۔۔کیونکہ اس کے معالج علماء ہیں۔۔۔جو خود بیمار۔۔۔ جو بیمار ہو وہ کیا علاج کرے گا۔۔۔فرماتے ہیں یہ مرض لاعلاج ہوا ہوا ہے۔۔۔یہ بات اس زمانے کی ہے۔۔۔آج کیا حال ہے۔۔۔کہ پہلے تو یہ شعور پیدا ہو کہ میں بیمار ہوں۔۔۔اور پھر یہ ہے کہ اس کی کڑوی دوائی استعمال کرنے پر آمادہ ہو۔۔۔پھر اس کا ماہر معالج مل جائے۔۔۔

شیخ سے تعلق کا مقصد اپنی اصلاح ہے

یہ مشائخ جو ہیں۔۔۔پیر جو ہیں۔۔۔یہ معالج رہے ہیں۔۔۔آج ہم نے ان کو کس

لیے پکڑ لیا کہ وظیفہ بتا دیں۔۔۔کہ وارے نیارے ہو جائیں۔۔۔کاروبار چمک جائے۔۔۔مسئلے حل ہو جائیں۔۔۔

"کرنی والا پیر چاہی داسانوں"

جو کچھ کر کے دکھائے۔۔۔خواہ وہ شریعت پر چلے یا نہ چلے۔۔۔چاہے یا نہ چاہے۔۔ یہ نہیں ہے پیری۔۔۔پیری تو یہ ہے کہ شیخ کو اس لیے پکڑتا ہے کہ میرے دل کی اصلاح ہو جائے۔۔۔اللہ کی محبت۔۔۔جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت آجائے۔۔۔زبانی محبت نہیں۔۔۔زبانی محبت تو ہم بھی کرتے ہیں۔۔۔سارے کرتے ہیں۔۔۔کون مسلمان ہے جو کہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں ہے۔۔۔لیکن عجیب بات ہے کہ محبت تو حضور ﷺ کی کہہ رہا ہے۔۔۔اور حضور ﷺ والی زندگی نہیں محبوب۔۔۔آپ ﷺ کے طریقے کو اپنانے کو دل ہی نہیں چاہ رہا۔۔۔یہ کیسی محبت ہے۔۔۔؟

ہندوستان کے شاعر کا واقعہ

ہندوستان کے ایک شاعر نے حضور ﷺ کی ایک نعت لکھی۔۔۔فارسی کے اندر بڑی زبردست قسم کی نعت لکھی۔۔۔اس نعت کو سن کر ایران کا ایک شخص بہت متاثر ہوا کہ جس نے حضور ﷺ کی مدح میں یہ نعت لکھی ہے۔۔۔وہ کیسا زبردست آدمی ہوگا۔۔۔اس نے ایران کا سفر کیا کہ اسکی زیارت کر کے آؤں۔۔۔کہ حضور ﷺ سے ایسی محبت کرنے والا کون ہے۔۔۔وہ سفر کرتا کرتا پہنچا۔۔۔تو دیکھا کہ وہ شیو کروا رہا ہے۔۔۔داڑھی منڈوا رہا ہے۔۔۔حجام اسکی داڑھی مونڈھ رہا ہے۔۔۔اسکو زبردست قسم کا جھٹکا

لگا۔۔۔صدمہ ہوا کہ یہ وہ ہے کہ حضورﷺ کی مدح میں ایسے زبردست اشعار کہنے والا اور حالت اپنی کیا ہے۔۔۔کہ اس کو کہا۔۔۔فارسی کے اندر۔۔۔جو مکالمہ ہوا تو بڑی تعجب سے کہا کہ تو داڑھی منڈوا رہا ہے۔۔۔نفس بڑا مفتی ہے جی ہمارا۔۔۔ہر ایک کی کچھ نہ کچھ تاویل کر دیتا ہے۔۔۔تا کہ گناہ کو گناہ نہ سمجھے۔۔۔اس نے فوراً کہا کہ جی ٹھیک ہے۔۔۔نماز نہیں پڑھ رہا۔۔۔کسی کو تنگ بھی تو نہیں کر رہا۔۔۔کیوں جی بڑا مطمئن ہے۔۔۔نفس نے اسکو کیسا فتوٰی دیا کہ میں داڑھی کٹوا رہا ہوں۔۔۔کسی کا دل نہیں دکھا رہا۔۔۔اس نے فوراً کہا کہ ارے جناب رسول اللہﷺ کے دل کو دکھا رہا ہے۔۔۔اور کہہ رہا ہے کسی کا دل نہیں دکھا رہا۔۔۔یہ جو داڑھی کٹوا رہا ہے اس سے آپﷺ کو کتنی اذیت پہنچ رہی ہوگی۔۔۔اس کا احساس نہیں ہے۔۔۔اس کے دل کو چوٹ لگ گئی۔۔۔اس نے حجام کو روک دیا۔۔۔کہ بس۔۔۔اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے۔۔۔تو نے مجھے پہچان کروادی۔۔۔تو آج محبت کا دعوٰی تو بہت ہے۔۔۔لیکن عجیب محبت ہے۔۔۔کہ آپﷺ کے طریقوں کو اپنانے پر اندر سے آمادگی نہیں ہے۔۔۔اس لیے علاج کی ضرورت ہے۔۔۔یہ جو پیر پکڑنا ہے اسی لیے ہے۔۔۔یہ شیخ پکڑنا اس لیے ہے۔۔۔تا کہ دل کے علاج کی فکر لگ جائے۔۔۔کہ روگ دل سے نکل جائیں۔۔۔دل کے اندر وہ صادق جذبہ آجائے جو دین پر چلائے اور جمائے۔۔۔

اصل ماننا تو اتباع ہے

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جن کو عام طور پر غوث الاعظم کہا جاتا ہے۔۔۔پیرانِ پیر کہا جاتا ہے۔۔۔ان سے محبت کا آج دعوٰی تو بہت ہے۔۔۔بڑی کثیر مخلوق ہے ہمارے پنجاب میں۔۔۔لیکن ان کی تعلیمات کا پتا نہیں کہ انکی کیا منشا تھی۔۔۔کیا محنت تھی۔۔۔کیا آپ کی فکر تھی۔۔۔کیا آپ کی کڑھن تھی۔۔۔انکے مواعظ موجود ہیں۔۔۔یہ اللہ پاک کا عظیم نظام ہے کہ جس کو استعمال فرماتے ہیں۔۔۔تو ان کی قبولیت کی یہ نشانی ہے کہ گو وہ آج دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی تعلیمات ابھی تک موجود ہیں۔۔۔انکے مواعظ موجود ہیں تاریخ وار۔۔۔ اصل عربی میں۔۔۔ترجمہ ان کا ملتا ہے "فیوض یزدانی" کے نام سے۔۔۔اس کو پڑھ کر دیکھ لیں تو پتا چل جائے گا کہ انکے نام لینے والے ان کو کتنا مان رہے ہیں۔۔۔آج نام لینے کو ہی سمجھتے ہیں ماننا۔۔۔یہ ماننا نہیں ہے ماننا تو اتباع ہے۔۔۔کہ انکی تعلیمات پر کتنا عمل کر رہے ہیں۔۔۔انکے ہر واعظ کے اندر یہ بات موجود ہے کہ وہ حقیقت جس کی گواہی شریعت نہ دے زندیقیت ہے۔۔۔ہر واعظ کے اندر اسکا ذکر ملے گا کہ ولایت کا کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوگا جب تک شریعت کو مضبوط نہ پکڑے گا۔۔۔دل کی کیفیت کیسی اکی بن جائے۔۔۔کتنی محویّت ہو جائے۔۔۔اللہ پاک کا کتنا قرب اور تعلق مل جائے۔۔۔جتنا اللہ پاک کا قرب اسکو ملے گا اتنا اسکا دل اسکو شریعت پر ڈالے گا۔۔۔یونکہ جو اندر ہوتا ہے وہ باہر چھلکتا ہے۔۔۔برتن میں جو ہو وہی چھلکتا ہے ناں۔۔۔اب اندر اس کے اگر اللہ کی محبت ہے تو چھلکے گی۔۔۔حضور اقدسﷺ کی اگر محبت ہے تو اعضا جوارح سے

چھلکے گی۔۔۔اگر چھلکے نہیں تو یہ کیا ہے یہ زبانی دعوی ہے۔۔۔

جسمانی علاج کے لیے ماہر تلاش کیا جاتا ہے

میرے بزرگو دوستو! بیعت کا مقصود یہ ہے کہ معالج کو۔۔۔جس پر ہمارا دل جم جائے۔۔ دیکھئے جس طریقے سے ہمارے جسمانی امراض کیلئے ایک عام فہم بات ہے کہ آدمی علاج اس سے کرواتا ہے جسکو دل مانتا ہے۔۔۔ معالج بہتیرے ہیں۔۔۔طریقے بھی بہتیرے ہیں۔۔۔کوئی کہتا ہے کہ مجھے یونانی حکیم کا طریقہ ہی پسند ہے اللہ اسے بھی شفا دے دیتے ہیں۔۔۔کوئی کہتا ہے ہومیو پیتھک ڈاکٹر۔۔۔کوئی کہتا ہے ایلو پیتھک ڈاکٹر۔۔۔اس ماہر کو تلاش کرتا ہے جس سے علاج کروا کر لوگوں کو شفا مل رہی ہو۔جس ڈاکٹر کے پاس جو جا رہا ہے۔۔۔وہ مر رہا ہے۔۔۔اس سے علاج کوئی کروانے جائے گا جی۔۔۔یا جس کے پاس جا رہا ہے اور اسکے مرض بڑھتے جا رہے ہوں کوئی جائے گا اس کے پاس۔۔۔یہ ایک عام فہم بات ہے ناں۔۔۔

کامل شیخ کی پہچان

اسی طریقے سے کہتے ہیں کہ بیعت کے لیے آدمی عجلت نہ کرے۔۔۔جلدی نہ کرے۔۔۔پہلی بات تو یہ ہے کہ تلاش کرے ایسے شخص کو جس نے اس فن کو سیکھا ہو۔۔۔یعنی بزرگ کی صحبت کے اندر اس نے تربیت حاصل کی ہو۔۔۔اور اس نے اس کو اجازت دی ہو۔۔۔جیسے جس ڈاکٹر کے پاس ڈگری ہے۔۔۔جس نے باقاعدہ اسکو

سیکھا ہے۔۔۔اور اسکو اجازت ملی ہے۔۔۔پریکٹس کرنے کی۔۔۔اسی سے علاج کروائیں گے ناں۔۔۔کسی استاد کے پاس اس نے اس فن کو سیکھا ہے۔۔۔یہاں بھی یہی ہے کہ اس شیخ سے اپنا علاج کروائے جس نے اس فن کو کسی ماہر کی نگرانی میں سیکھا ہو۔۔۔اور پھر یہ کہ اسکے جو متعلقین ہیں۔۔۔جو اسکے مریدین ہیں۔۔۔اسکو دیکھے کہ دین کی رغبت کتنی ہے۔۔۔شریعت مطہرہ کی پابندی کتنی ہے۔۔۔سو فی صد تو نہیں لیکن کچھ تو نظر آئے ناں۔۔۔یہ نہیں کہ سارے ہی بد دین ہیں شریعت کے خلاف ہیں۔پھر اس کے بعد یہ ہے کہ دل کا میلان دیکھے۔۔۔دل ایک عجیب چیز ہے۔۔۔ایک ڈاکٹر کی تعریف کرتا ہے دوسرا کہتا ہے کہ بیکار ہے۔۔۔اس کا دل نہیں مانتا۔۔۔وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ تو بہت اچھا ہے مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے۔۔۔میرے رشتے داروں کو فائدہ ہوا ہے۔۔۔لیکن یہ کہتا ہے کہ دل میرا نہیں مانتا۔۔۔

مناسبت واطاعت

یہاں بھی بیعت کرنے سے پہلے کہتے ہیں کہ دو چیزیں بہت ضروری ہیں۔۔۔ایک یہ کہ محبت اسکے ساتھ خوب ہو جائے مناسبت ہو جائے۔۔۔جی چاہنے لگے۔۔۔دل ماننے اس کی اطاعت کو۔۔۔پھر اس سے بیعت ہو۔۔۔پھر اس کے بعد جو وہ بتائے۔۔۔وہ کیا بتائے گا؟۔۔۔یہی دوائی کے نسخے ناں۔۔۔یہ ذکر اذکار جو ہیں یہ علاج کے طریقے ہی ہیں ناں۔۔۔اس سے کیا ہوگا کہ دل صاف ہوگا۔۔۔شفاف ہوگا۔۔۔دل بیدار ہوگا۔۔۔اس کو حیات ملے گی۔۔۔اور پھر دل جو ہے ہمیں اللہ کی اطاعت کی طرف شوق

اور رغبت کے ساتھ ابھارے گا۔۔۔تو اسلئے ماشاء اللہ بیعت کا ارادہ جن کے دل میں آ گیا ہے بڑا مبارک ہے اس زمانے کے اندر۔۔۔جسکو یہ خیال آجائے کہ میں نے اپنے دل کی اصلاح کروانی ہے۔۔۔یہ بہت مبارک ہے۔۔۔اس کے لیے بشارت ہے کہ اللہ پاک اس کو نوازنا چاہ رہے ہیں۔۔۔اللہ اسکی اصلاح چاہ رہے ہیں۔۔۔اسی لیے تو دل میں ڈالا ہے۔۔۔لیکن اسکی ترتیب ہے۔۔۔ترتیب یہی ہے جو میں نے بتائی ہے۔۔۔اللہ کے بندے۔۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔۔ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔۔۔ اور رہیں گے۔۔۔اللہ کا نظام ہے۔۔۔اللہ پاک رکھیں گے۔۔۔ہاں ان تک ہماری رسائی ہو جائے۔۔۔ایک تو اللہ سے یہ مانگیں کہ۔۔۔یا اللہ! جہاں میرے دل کی اصلاح ہو سکتی ہے امراض سے۔۔۔میری وہاں تک رسائی کروادے۔۔۔ میرا دل وہاں جمادے۔۔۔تو اس لیے کہتے ہیں کہ کچھ ملاقاتیں آنا جانا۔۔۔ان ملاقاتوں سے جب محبت بڑھ جائے۔۔۔مناسبت بڑھ جائے۔۔۔جی چاہنے لگے اس کی اطاعت کو۔۔۔اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔۔۔

بیعت تجدیدِ توبہ کا نام ہے

بیعت کیا ہے؟۔۔۔توبہ ہی تو ہے۔۔۔توبہ کی تجدید ہے۔۔۔گزشتہ زندگی سے ندامت کے ساتھ۔۔۔اور اس عزم کے ساتھ کہ آئندہ نہیں کرنا۔۔۔اس زندگی سے نفرت ہو۔۔۔اب وہ اپنے شیخ سے وعدہ کر رہا ہے۔۔۔کہ اب اپنی زندگی گزاروں گا جیسے اللہ چاہتا ہے۔۔۔پھر اس کے بعد اس سے رابطہ رکھے۔۔۔اپنے حالات کی اطلاع کرنا

رہے۔۔۔یہ خانقاہ جو پہلے گزری ہیں۔۔۔یہ روحانی ہسپتال ہوتے تھے ان کی خدمت میں جا کر پڑ جاتے تھے۔۔۔تا کہ ہمارے دل کا علاج ہو جائے۔

اس لیے میرے بزرگو دوستو! مبارک ارادہ ہے اللہ پاک اس میں اور برکت دیں۔۔۔ لیکن اس کے لیے میں نے بھی عرض کیا ناں کہ ترتیب ہے۔۔۔ہمارے ہاں فوری بیعت نہیں ہے۔۔۔بعضوں کے ہاں ہے۔۔۔ہمارے ہاں نہیں ہے۔۔۔ہمارے ہاں تو کہتے ہیں کہ اچھی طرح دیکھو بھالو۔۔۔سوچو۔۔۔پرکھو۔۔۔پھر۔۔۔

"یک در گیر محکم گیر"

ایک در پکڑو پھر اسکو مضبوطی سے پکڑو۔۔۔لیکن پہلے اچھی طرح سوچ لو۔۔۔مربی حقیقی تو اللہ کی ذات ہے۔۔۔اصلاح انہوں نے فرمانی ہے۔۔۔لیکن ضابطہ ہے کہ ذریعہ بنا لیتے ہیں شیخ کو۔۔۔

پہلے بھی کئی سال گزر گئے۔۔۔لیکن اب جلدی جلدی آنا ہوتا رہے گا۔۔۔آپ بھی آتے جاتے رہیں۔۔۔میں بھی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔۔۔اس حکم کی تکمیل میں۔۔۔ کہ میرے حضرت نے اجازت دی ہے۔۔۔کہ چلو کام کرو اس حکم کی تعمیل میں یہ کام ہو رہا ہے۔۔۔لیکن یہ ہے کہ حق اور باطل کی تمیز کر لو۔۔۔پہچاننا ضروری ہے۔۔۔اور حق کی طرف میلان اور باطل سے ہمیں بچنا ہے۔۔۔اللہ پاک ہمارے دلوں میں صحیح شعور پیدا فرمائے۔آمین اللھم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقتِ تصوف

28فروری 2005ءکوکراچی کے سفر کے دوران آخری مجلس میں حضرت جی دامت برکاتہ نے مدرسہ دارارقم بنارس کراچی میں بعد از نمازِ عشاء علماء کرام، طلبا اور عمومی مجمع سے بیان فرمایا۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے محترم عزیز بزرگو اور دوستو اور دینی بہنوں!

اللہ والوں سے تعلق رکھنا فرضِ عین ہے

اس سفر کی یہ آخری مجلس ہے---بات تو بہت ہوچکی اور بات ہوتی بھی رہے گی---یہ دعا فرمائیں کہ بات بات نہ رہے---اللہ پاک اس کو عملی طور پر وجود عطا فرما دے---اور جو بات ہورہی ہے اللہ پاک ہمارے دلوں پر اسکی حقیقت کو کھول دے۔--اللہ جانتا ہے اِس وقت کی یہ بہت بڑی ضرورت ہے---یہ بات سمجھنے کی اور سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے---کہ اُمت جو ہے---یہ ایک بھولا ہوا سبق ہے اسکو یاد کرلے---ان ایام کے دوران جتنی بات بھی ہوئی ہے تزکیئے پر ہوئی ہے---ایک بزرگ فرمارہے تھے کہ بیعت جو ہے چلو نفلی چیز ہے---مستحب ہے---لیکن تزکیہ تو فرض عین ہے---دل کا تزکیہ جو ہے---یہ فرض عین ہے---بلکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے ایک ملفوظ میں---یہاں

تک آپ نے فرمادیا کہ میں یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ اس زمانے میں دل کی اصلاح کیلئے اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھنا فرض عین ہے---تو ایمان کی حفاظت کیلئے ایمان کی بقا کیلئے یہ تعلق بہت ضروری ہے---اللہ ہمیں بھی سمجھادے---اور ہمیں بھی کچھ فکر لگ جائے کہ موت سے پہلے پہلے ہمارے دل کی اصلاح ہوجائے---دل بن جائے---دل سنور جائے---دل صحتمند تندرست، توانا---نفسانیت سے پاک---حق اور باطل میں تمیز کرنے والا---حق کے اتباع کیلئے ابھارنے والا---اور باطل سے نفرت دلانے والا---نافرمانی سے گھن دلانے والا---کراہیت دلانے والا بن جائے--جو ہمیں اطاعت پر تو شوق اور رغبت سے ابھارتا رہے---اور نافرمانی سے بچاتا رہے۔

مقصدِ تخلیقِ انسانیت---؟

میرے عزیز بزرگو دوستو---میری دینی بہنوں---مقصدِ تخلیقِ انسانیت عبادت ہے فقط---اللہ العزت نے اس کا واضح طور پر اعلان فرمادیا ہے کہ ہم نے انسانوں اور جنات کو پیدا صرف اور صرف کس کے لئے کیا ہے؟---کہ اللہ کی عبادت کریں---اور عبادت کما حقہٗ اسکی معرفت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی---تو مقصدِ تخلیقِ انسانیت کیا ٹھہرا؟---اللہ پاک کی معرفت حاصل کرنا---اور اللہ پاک کی معرفت کا حصول دل کی بیداری کے بغیر ممکن ہی نہیں---اسی لیئے دل کو فرمایا گیا---بنیاد کی محنت دل پر ہے---جتنے بھی اولیاء کرام گزرے ہیں---بلکہ غور کیا جائے انبیاءؑ نے بھی سب سے پہلی محنت جو فرمائی ہے---انسانوں کے دلوں پر ہی فرمائی---کیونکہ بنیاد جب

مضبوط بن جائے۔۔۔تو عمارت مضبوط ہوتی ہے ۔۔۔اور بنیاد اگر کمزور ہوجائے تو عمارت متزلزل ہے ۔۔۔پتانہیں کب گرے۔۔۔اگر کسی وجہ سے بنیاد کے اندر اسکے بنانے میں کوتاہی رہ جائے تو اوپر کی جو محنت ہے۔۔۔ہم سب جانتے ہیں کہ جتنی بھی اوپر محنت کی جائے۔۔۔اگر بنیاد کمزور ہے تو اس محنت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔۔۔جب تک کہ پہلے بنیاد کو مضبوط نہ کیا جائے۔۔۔اور بنیاد اگر مضبوط ہوگئی ۔۔۔پھر ساری عمارت آسان ہے۔۔۔تو اسی لئے بنیادی محنت کیا ہے؟۔۔۔دل کی ہے۔۔۔دل کو بنانے کی بنیادی محنت ہے۔۔۔دل بن گیا۔۔۔انسان بن گیا۔۔۔دل بگڑ گیا۔۔۔انسان بگڑ گیا۔۔۔اللہ کرے کہ ہمارے دلوں میں اس کا شوق لگ جائے۔۔۔

اصل چیز بیعت نہیں

بیعت کا تذکرہ تو عام ہے۔۔۔رسمی بیعت بھی عام ہے۔۔۔عوام کے اندر عام اس کا تذکرہ ہے کہ بیعت ہونا ہے۔۔۔لیکن بیعت ہوکر کرنا کیا ہے؟۔۔۔اس بیعت سے مقصود کیا ہے؟۔۔۔بہت کم اس کی خبر ہے۔۔۔حالانکہ اللہ والے جتنے بھی گزرے ہیں۔۔۔اُن کی زندگیوں کو اٹھا کر دیکھ لیں۔۔۔ انھوں نے صرف بیعت پر محنت نہیں کی۔۔۔کہ بیعت ہوجائیں۔۔۔ جماعت کی تکثیر کی فکر نہیں۔۔۔ ہمارے بہت سارے مرید ہوجائیں۔۔۔بلکہ انہوں محنت اس بات کی کی ہے۔۔۔کہ دلوں کے اندر اللہ کی محبت راسخ ہوجائے۔۔۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت راسخ ہوجائے۔۔۔جو اللہ کی اطاعت پر۔۔۔جناب رسول اللہ ﷺ کے اتباع پر۔۔۔شوق اور

رغبت کے ساتھ ابھارے۔۔۔اللہ کی نافرمانی سے بچائے۔۔۔اس کا یہ داعیہ دل کے اندر پیدا ہوجائے۔۔۔اور جو اندرونی طور پر موانع ہیں۔۔۔جو رکاوٹیں ہیں۔۔۔اس شریعتِ مطہرہ پر چلنے میں۔۔۔وہ دور ہوجائیں۔۔۔یہ دل نہیں چاہتا۔۔۔یا جو سُستی آجاتی ہے دل کے اندر۔۔۔یا گرانی آتی ہے۔۔۔بوجھل پن ہے۔۔۔یہ بوجھل پن دور ہوجائے۔۔۔شوق ہو۔۔۔رغبت ہو۔۔۔حکم کو پورا کرنے کی۔۔۔اسکے لئے لپکے۔۔۔

اہل اللہ کی صحبت اکیلی بھی نافع ہے

میرے عزیز بزرگو دوستو!۔۔۔دل کی بیداری کے بغیر مشکل ہے۔۔۔اور دل کا بیدار ہونا۔۔۔یہ صحبت کے بغیر مشکل ہے۔۔۔مولانا عبدالقادر رائپوریؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں۔۔۔اُن کی سوانح کے اندر علی میاں۔۔۔مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا۔۔۔جس کا مفہوم ہے کہ صحبت تو اکیلی بھی نافع ہے۔۔۔اللہ والوں کی صحبت جو ہے یہ اکیلی بھی نافع ہے۔۔۔لیکن ذکر اللہ کا بغیر صحبت کے نافع ہونا شاذ و نادر۔۔۔تو اللہ والوں کی صحبت بہت ضروری ہے۔۔۔ہاں اللہ والے ملیں گے کہاں؟۔۔۔آج عام طور پر کہا جاتا ہے کہاں ہیں؟۔۔۔اس زمانے میں کہاں ملیں گے؟۔۔۔اس میں مسئلہ یہ بن گیا کہ جن کو ہم تلاش کررہے ہیں۔۔۔وہ ملتے نہیں۔۔۔جو معیار ہم نے اپنے ایک ذہن میں سوچ رکھا ہے۔۔۔پرانے اکابر، اولیاء کو۔۔۔ان کے واقعات سن سن کر۔۔۔یا انکی خرق عادت امور کو سوچ سوچ کر۔۔۔اب یہ انتظار ہے کہ کوئی ہمیں خرق عادت

ہو روا ملے۔۔۔

اللہ تعالیٰ عادی نظام کے بعد مجبور نہیں ہیں

یہ خرق عادت کیا چیز ہے؟۔۔۔ اللہ پاک کا ایک عادی نظام ہے۔۔۔جس سے اللہ پاک اس کائنات کے نظام کو چلا رہے ہیں۔۔۔اپنے وقت پر سورج نکلتا ہے۔۔۔اور وقت پر غروب ہوجاتا ہے۔۔۔چاند نکلتا ہے۔۔۔غروب ہوتا ہے۔۔۔وقت پر گرمی آتی ہے۔۔۔سردی آتی ہے۔۔۔خزاں آتی ہے۔۔۔بہار آتی ہے۔۔۔چیزوں کے اندر۔۔۔اسباب کے اندر۔۔۔اللہ نے اثرات رکھے ہیں۔۔۔ایک عادی نظام کے مطابق ان اسباب کو مہیا کرلیں۔۔۔تو اثرات ہوجاتے ہیں۔۔۔چائے پئیں گے اندر گرمائش آئے گی۔۔۔ایک اللہ کا عادی نظام ہے۔۔۔برف کا استعمال کریں گے اندر ایک برودت آئے گی۔۔۔ٹھنڈک آئے گی۔۔۔ایک عادی نظام ہے۔۔۔شادی کر لیں گے تو اولاد کا عطا فرمانا۔۔۔ایک عادی نظام ہے۔۔۔اس طرح قیاس کرلیں یہ ایک عادی نظام ہے۔۔۔لیکن اللہ پاک اس عادی نظام کو بنانے کے بعد مجبور نہیں ہیں۔ کہ اس کے خلاف نہ کرسکیں۔۔۔کبھی کبھی اللہ پاک اپنی قدرت کو دکھاتے ہیں۔۔۔عادت کو پھاڑ کر۔۔۔اس کے خلاف کر کے دکھا دیتے ہیں۔۔۔کہ مجھے اس پر بھی پوری طرح قدرت ہے۔۔۔یہ نظام اللہ نے بنایا ہے۔۔۔اللہ نے اس کے اندر اثرات رکھے ہیں۔۔۔اللہ ہی اس کو چلا رہے ہیں۔۔۔اور اللہ پاک جب چاہتے ہیں۔۔۔اسکے خلاف کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔۔۔اور کبھی کبھی اپنی قدرت دکھاتے ہیں

حضرت موسیٰ اور جادوگروں کا واقعہ

اب یہ خلاف عادت۔۔۔یعنی خرق عادت۔۔۔یعنی عادت کو پھاڑ کر جو چیز واقع ہورہی ہے۔۔۔اگر اللہ کے نبیؑ کے ہاتھ سے ہورہی ہے۔۔۔اسے معجزہ کہا گیا ہے۔۔۔فعل کس کا ہے؟۔۔۔اللہ کا۔۔۔نبیؑ کا فعل نہیں ہے۔۔۔اللہ کا فعل ہے۔۔۔جب اللہ چاہ رہے ہیں۔۔۔واقعات ہیں۔۔۔ہمارے سامنے واقعات ہیں۔۔۔قرآن کے اندر جو ذکر کیا گیا ہے معجزات کا۔۔۔ان سب پر ہم غور کریں تو فاعل حقیقی فقط اللہ کی ذات ہے۔۔۔فرعون کے دربار کے اندر جو جادوگروں کو بلایا گیا تھا۔۔۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے عجیب اس کا منظر کھینچا ہے۔۔۔کہ جس وقت جادوگر جو ہیں۔۔۔انھوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں میدان میں ڈال دیں۔۔۔ایک روایت کے مطابق ان جادوگروں کی جو تعداد ہے اسی ہزار۔۔۔اب اسی ہزار جادوگر۔۔۔اسی ہزار لاٹھیاں۔۔۔اور اسی ہزار رسیاں۔۔۔ایک لاکھ ساٹھ ہزار یہ سانپ نظر آرہے۔۔۔کیسا منظر ہوگا وہ؟۔۔۔ بنے نہیں بنے نہیں۔۔۔قرآن کیا بتارہا ہے؟۔۔۔خیال پر اثر ڈالا۔۔۔لوگوں کے خیال پر اثر ڈالا۔۔۔اور لوگوں کو کیا نظر آرہا ہے؟۔۔۔یہ سانپ ہیں۔۔۔کیا منظر ہوگا؟۔۔۔ایک لاکھ ساٹھ ہزار سانپ چل رہے ہیں۔۔۔میدان کے اندر۔۔۔اور موسیٰؑ کو حکم ہوا اللہ العزت کی طرف سے۔۔۔کہ اپنا جو عصاء ہے۔۔۔ اسکو ڈال دو۔۔۔اور اسکو ڈالا تو واقعی وہ اژدہا بن گیا۔۔۔واقعی بن گیا۔۔۔اور اس نے کیا کیا؟۔۔۔نگلنا شروع کردیا۔۔۔اب جب وہ اژدہا اپنا کام کر رہا۔۔۔تو جادوگروں کا جو سردار ہے۔۔۔اس نے اپنے جادوگروں کو متوجہ کیا۔۔۔کہ دیکھو دیکھو۔

۔۔۔ذرا موسیٰؑ کے چہرے کو دیکھو۔۔۔کہ خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو رہا ہے۔۔۔اس نے کہا۔۔۔کہ جادوگر جو ہے وہ اپنے جادو سے ڈرا نہیں کرتا۔۔۔ساحر اپنے سحر سے ڈرا نہیں کرتا۔۔۔صانع اپنی مصنوع سے ڈرا نہیں کرتا۔۔۔اگر یہ اسکا اپنا فعل ہوتا تو اسکے چہرے کا رنگ نہ بدلتا۔۔۔اژدہا اپنا کام کر رہا۔۔۔اور ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوتا جا رہا۔۔۔تو یقیناً یہ اسکا فعل نہیں ہے۔۔۔یہ فعل کس کا ہے؟۔۔۔جس کی طرف یہ بلا رہے ہیں۔۔۔یعنی اللہ العزت کا۔۔۔اور یہی چیز ذریعہ بن گئی۔۔۔ان کے دلوں کی ہدایت کا۔۔۔

یوسفؑ کا واقعہ

تو معجزہ بھی نبیؑ کا اپنا نہیں ہے۔۔۔بلکہ کس کا ہے؟۔۔۔اللہ کا۔۔۔اور جب اللہ چاہ رہے ہیں یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ۔۔۔قریب ہی۔۔۔گھر کے قریب ہی۔۔۔کنعان کے کنویں کے اندر گرے پڑے ہیں۔۔۔باپ کو کوئی خبر نہیں۔۔۔اور جب دوسرے موقع پر۔۔۔لمبا قصہ ہے۔۔۔کہ مصر پہنچ گئے۔۔۔اللہ نے عزت عطا فرمادی۔۔۔اور لمبا قصہ ہے۔۔۔جب وہاں ان کے بھائی گئے۔۔۔اور آپ نے اپنا کرتا بھیجا کہ جاؤ۔۔۔کیونکہ آپکی (یعقوبؑ) تو بینائی جاتی رہی۔۔۔اگر آپکو پتا ہوتا۔۔۔تو رو رو کر آنکھوں کی بینائی کیسے جاتی؟۔۔۔جب اللہ نہیں دکھانا چاہ رہے تو اس وقت تک حالت یہ ہو رہی ہے۔۔۔کہ رو رو کر آپ کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی۔۔۔اور جب یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتا بھیجا۔۔۔تو مصر سے کُرتا چلا۔۔۔اور یعقوبؑ کیا فرما رہے ہیں؟

۔۔۔مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی۔۔۔اس وقت کسی نے سوال کیا۔۔۔مولانا رومؒ نے فارسی کے اشعار کے اندر اس کا منظر کھینچا ہے۔۔۔کسی نے پوچھا کہ جب وہ قریب کنویں میں پڑے ہوئے تھے۔۔۔اس وقت آپ کو کچھ نظر نہ آئے۔۔۔اور اب اتنی دور سے کُرتا چلا ہے۔۔۔اور آپ کہہ رہے۔۔۔تو آپ نے کیا جواب دیا۔۔۔کہ ہمارا حال تو برق کی طرح ہے۔۔۔کوندتی ہے اور چلی جاتی ہے۔۔۔کبھی تو ہمیں عرش کی خبر ہوتی ہے۔۔۔کبھی پاؤں کے نیچے کا پتہ نہیں۔۔۔کیا پتہ ہے اللہ کس وقت کیا کرے۔۔۔اللہ اللہ ہے۔۔۔بندہ بندہ ہے۔۔۔

معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ۔۔۔معجزہ جو ہے۔۔۔خرق عادت چیز۔۔۔اللہ کے نبیؑ سے اگر سرزد ہو۔۔۔اور ان کے ہاتھ سے ظاہر ہو۔۔۔تو اس کو معجزہ کہا گیا۔۔۔اور اگر متبع شریعت۔۔۔متبع سنت۔۔۔نبیؑ کا تابع جو ہے۔۔۔اس سے کوئی چیز اگر ظاہر ہو رہی ہے۔۔۔تو اس کو کرامت کہا گیا ہے۔۔۔فعل یہ بھی ولی کا فعل نہیں ہے۔فعل کس کا ہے؟۔۔۔اللہ کا۔تو اللہ پاک جو ہیں۔۔۔اپنی قدرت کو اسکے ہاتھ سے ظاہر فرما رہے۔۔۔اور جب وہ چاہ رہے۔۔۔جب وہ چاہ رہے۔۔۔تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ منبر رسول ﷺ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔اور سات سو میل دور محاذ کے اوپر آواز لگا رہے ہیں۔۔۔دیکھ رہے ہیں کہ عقب سے دشمن پہاڑی پر چڑھ کر حملہ کرنا ہی چاہتا ہے۔۔۔آپؓ نے آواز لگائی۔۔۔یا ساریۃ الجبل۔۔۔پہاڑ کی طرف دیکھو

---آواز پہنچی---فوراً لشکر اوپر روانہ کیا---تو دیکھا ادھر سے دشمن آ رہا تھا---اور وہ روک لئے گئے---یہ جب اللہ دکھانا چاہ رہے ہیں---تو سات سو میل دور کی خبر آپ ؓ کو دکھائی جا رہی---لیکن جب اللہ نہیں دکھانا چاہ رہے---تو آپ ؓ کا قاتل جو ہے---زہر آلود خنجر لیے صف میں پیچھے کھڑا ہے---آپ ؓ کو نظر نہیں آ رہا---کس کا فعل ہے یہ؟---اللہ کا فعل ہے---اللہ کے ولیوں نے اس کو کوئی شعبدہ نہیں بنایا---کوئی تماشہ نہیں بنایا---بلکہ جو اللہ کے ولی ہیں---جب ان سے کوئی کرامت ظاہر ہوئی ہے---وہ شرمائے ہیں---اللہ نے ان کی شرافت ظاہر کرنے کے لیے کچھ اظہار کر دیا---لیکن وہ اس پر شرماتے رہے---واقعات تو بہت سارے ہیں---اسی طریقے سے جو ہے---یہی چیز جو ہے---یہ خرق عادت کبھی کبھی کافر سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے---فاسق و فاجر سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے---اللہ کے نافرمان سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے---اگر یہی چیز کافر، فاسق، فاجر، بدعتی سے ظاہر ہوگی---تو اس کو استدراج کہا گیا ہے---یہ اللہ نے امتحان کیلئے اس کو قوت دیدی---فعل یہ بھی کس کا ہے؟---اللہ کا---اب یہ امتحان ہے---دجال کافر ہوگا---اس سے خرق عادت امور بہت ظاہر ہوں گے---ہوگا کافر---

معنوی کرامت---صوری کرامت سے بڑھی ہوئی ہے

تو یہ خرق عادت چیز جو ہے---جس کی طرف عوام عام طور پر جو ہے---آج تذکرے کیا ہیں؟---اولیاء کے کرامتوں کے تذکرے---اور ان کرامتوں والے

اولیاء کی تلاش ہے---کیا کہتے ہیں؟---کہ کرنی والا پیر ملے---جو کر کے دکھائے کچھ---پھر اگلی بات اور بھی ہے---ایک کرامت ہے صوری---ایک کرامت ہے معنوی---یہ جو میں نے عرض کیا ہے نا---یہ جو ہمیں نظر آتا ہے---خرق عادت جو ہے---عادت کے خلاف نظر آ رہا ہے---جو حسی طور پر نظر آ رہا ہے---یعنی پتھر کے اندر سے اونٹنی نکل آئی---یہ معجزہ ہے---یہ صوری ہے---لیکن ایک کرامت جو معنوی ہے---معنوی کرامت کیا ہے؟---کہ نظر کچھ نہیں آ رہا---لیکن دل کے اندر---ایسا اس کا ایک اثر جا رہا ہے---ایک اللہ کے ولی کا---کہ اس کے اندر جو ہے---اطاعت کی رغبت بڑھتی چلی جا رہی ہے---اتباع سنت کی رغبت بڑھتی چلی جا رہی---اور یہ کرامت---کہ جو معنوی ہے---یہ کرامت صوری سے بڑھی ہوئی ہے---

غفلتِ دل سے کیا گیا ذکرِ لسانی---کرامت سے افضل ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ---اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے---ہمارے قریب کے زمانے میں جتنا تصوف کو نکھار کر آپ ؒ نے پیش کیا ہے---کسی اور نے نہیں---ایک ایک چیز کو باریکیوں کے اندر---آپ کا ایک ارشاد ہے---سن کر حیران ہو جائیں گے---کیا فرماتے ہیں کہ---ذکرِ لسانی---زبان کا وہ ذکر---جس میں دل بھی حاضر نہ ہو---وہ کرامت سے بڑھا ہوا ہے---حیرت ہوگی---اور تعجب ہوگا---کہ ذکر لسانی---زبان

سے وہ ذکر۔۔۔جس میں دل بھی حاضر نہیں ہے۔۔۔اس کا درجہ کرامت سے بڑھا ہوا ہے۔۔۔ عجیب بات ہے ۔۔۔غور کریں اس پر۔۔۔ میں نے پہلے عرض کیا ۔۔۔کرامت کس کا فعل ہے؟۔۔۔(حاضرین نے فرمایا اللہ کا!)۔۔۔ولی کا فعل تو نہیں ہے ناں؟۔۔۔غیر اختیاری ہے ناں۔۔۔اور زبان سے جو ذکر کر رہا ہے۔۔۔یہ کیا ہے؟۔۔۔اختیاری چیز ہے۔۔۔ایک عمل ہے۔۔۔اس عمل پر اجر مرتب ہو رہا ہے ۔۔۔کرامت جو ہو رہی ہے۔۔۔اس پر اجر (نہیں ہے)۔۔۔

اہلِ حق نے ہر زمانے میں تصوف کو نکھارنے کی محنت کی ہے

کتنی دور تک نظر گئی۔۔۔آج تصوف کو بہت بگاڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔اور مشکل پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ۔۔۔بعض اوقات جو ہے۔۔۔آدمی سوچتا ہے کہ۔۔۔کیسے میں اس کو کر پاؤں گا؟۔۔۔خدشات۔۔۔کیوں (کئی لوگوں) کا جی چاہتا ہے۔۔۔لیکن ان چیزوں کو دیکھ کر۔۔۔کیونکہ وہ ایک معیار اپنے ذہن پر بنا لیا۔۔۔اس کے پیچھے پڑ گئے۔۔۔

لیکن میرے عزیز بزرگو دوستو میری دینی بہنوں! ہر زمانے میں جو اللہ کے ولی گزرے ہیں۔۔۔جو اہل حق گزرے ہیں۔۔۔انہوں نے اپنے اپنے زمانے کے اندر۔۔۔اس کو نکھار کے۔۔۔صاف ستھرا۔۔۔صاف شفاف پیش کیا ہے۔۔۔حق اور باطل کا معرکہ ہر زمانے میں رہا ہے۔۔۔تاریخ موجود ہے۔۔۔کتابیں موجود ہیں۔ کشف المحجوب مشہور کتاب ہے۔۔۔حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی المعروف داتا گنج بخشؒ۔

اب کشف المحجوب کی کتاب کے نام سے اندازہ لگالیں۔۔۔کہ اس زمانے کے اندر جو تصوف کے اوپر حجاب آ گیا تھا۔۔۔آپ نے اُن کو دور کیا۔۔۔اس کتاب کا نام ظاہر کر رہا ہے۔۔۔ہر زمانے میں محنت ہوئی ہے۔۔۔اس بات کی۔۔۔یہ نہیں کہ ہمارے زمانے میں ہی ہے۔۔۔ہر زمانے میں محنت ہوئی ہے۔۔۔اہل حق نے نکھار کے۔۔۔ صاف شفاف بے غبار اسکو پیش کیا ہے۔۔۔کہ تصوف انتہائی آسان چیز ہے۔۔۔اور ضروری چیز ہے۔۔۔اس کے بغیر گزارا نہیں۔۔۔دل کی صفائی کے بغیر گزارا نہیں۔۔۔

اجزائے تصوف سے کوئی منکر نہیں

مقصد کیا ہے؟۔۔۔اور مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟۔۔۔بس مقصد کو مقصد کا درجہ!۔۔۔آج آج۔۔۔یا افراط ہے۔۔۔یا تفریط ہے۔۔۔ ایک طرف تو یہ ہے۔۔۔کچھ لوگ تصوف کے نام سے اس لئے بدکتے ہیں۔۔۔ چڑتے ہیں۔۔۔کہ غلط تصوف جو رائج ہو چکا ہے۔۔۔اُن کو دیکھ کر۔۔۔اُن کے تجربات تلخ ہیں۔۔۔ تصوف کے نام سے ان کو چڑ ہے۔۔۔علی میاں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ۔۔۔اللہ ان کی قبر کو بھی نور سے منور فرمائے۔۔۔(آمین)۔۔۔کیا فرماتے ہیں؟۔۔۔ اجزائے تصوف اگر علیحدہ علیحدہ بیان کیا جائے۔۔۔اس کی افادیت۔۔۔اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔۔۔اس کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں۔۔۔اور جب اس کے مجموعے کے طریقہ تحصیل کا ایک اصطلاحی نام۔۔۔ جو صدیوں سے پڑ گیا۔۔۔ "تصوف"۔۔۔اس کو لیا جائے۔۔۔تو کچھ لوگ کہتے ہیں۔۔۔جی ہم نہیں مانتے۔۔۔

اُن کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔۔۔کیوں؟۔۔۔ان کے تجربات تلخ ہیں۔۔۔لیکن انصاف کی بات ہے۔۔۔غور کریں۔۔۔آج کونسا فن ایسا ہے۔۔۔جس میں اصل کے ساتھ نقل نہیں چل رہی۔۔۔آج کی اصطلاح میں دونمبر۔۔۔کیوں جی؟۔۔۔اب بازار میں دونمبر چیزیں زیادہ ہوگئی ہیں تو ایک نمبر کی بھی نفی کر دیں گے؟۔۔۔تلاش کرتا ہے۔۔۔جو ضرورت مند ہوتا ہے۔۔۔وہ ایک نمبر کو تلاش کرلیتا ہے۔۔۔اصلی کو تلاش کرلیتا ہے۔۔۔اب نقل چونکہ رواج زیادہ پاگئی۔۔۔اصل کو انکار کر دینا۔۔۔کہ بالکل جڑ سے کاٹ دینا۔۔۔یہ تو ناانصافی ہے۔۔۔کون سا فن ایسا ہے اصل میں نقل نہیں ہے؟۔۔۔اگر تصوف میں نقل زیادہ چل پڑی ہے۔۔۔اور غلط زیادہ رائج ہو چکا ہے۔۔۔تو تصوف کو جڑ سے نکال دینا یہ تو ناانصافی ہے ناں۔۔۔اب نام پڑ گیا ہے۔۔۔اور صدیوں سے پڑ گیا ہے۔۔۔اب وہ صدیوں سے پڑا ہوا نام کیسے مٹایا جائے؟۔۔۔ایک مستقل بحث ہے اس کے اوپر۔۔۔نام تصوف کیوں پڑا؟۔۔۔بحث کو چھوڑیں۔۔۔کیا لمبا چوڑا۔۔۔مقصود کیا ہے تصوف سے؟۔۔۔اس سے انکار نہیں۔۔۔ایک Extreme تو یہ ہے افراط۔۔۔کہ نام سے بدکتے ہیں۔۔۔نام سے چڑتے ہیں۔۔۔اگر اسکے اجزاء کو بیان کرو۔۔۔تو سب اس پر متفق ہیں کہ یہ ضروری ہیں۔۔۔

تصوف سے مقصود دل کا تصفیہ ہے

اللہ کی محبت کو حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟۔۔۔اللہ پاک کیا فرماتے ہیں؟۔۔۔کہ

ایمان والے جو ہیں۔۔۔اللہ کی محبت میں شدید ہیں۔۔۔اس محبت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔۔۔اخلاص کا حاصل کرنا ضروری ہے۔۔۔جتنی صفات تصوف کے اندر ہیں۔۔۔دیکھئے تکبر جو ہے اس کا زائل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟۔۔۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ۔۔۔جس دل کے اندر رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔۔۔وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔۔۔اس سے نجات حاصل کرنا کیا ہوا؟۔۔۔(مجمع نے کہا "ضروری")۔۔۔دنیا کی محبت فرمایا۔۔۔کہ ہر برائی کی جڑ ہے۔۔۔ہر برائی کی جڑ ہے دنیا کی محبت۔۔۔تو دنیا کی محبت کا دل سے نکالنا کیا ہوا؟۔۔۔(مجمع نے کہا "ضروری")۔۔۔تزکیہ اسی کا تو نام ہے۔۔۔کہ دل کے اندر سے یہ گندگیاں نکل جائیں۔۔۔بغض نکلے۔۔۔حسد نکلے۔۔۔کینہ نکلے۔۔۔نفاق نکلے۔۔۔اخلاص آئے۔۔۔ایمان کی اصل ایقان آئے۔۔۔اللہ کی محبت آئے۔۔۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آئے۔۔۔تقوی آئے۔۔۔توکل آئے۔۔۔قناعت آئے۔۔۔صبر آئے۔۔۔شکر آئے۔۔۔اسی کا تو نام تصوف ہے۔۔۔دل کا تزکیہ۔۔۔دل کا تصفیہ۔۔۔اور اس کیفیت کا بنانا۔۔۔ان تعبداللہ کانک تری و۔۔۔۔ الخ۔۔۔ کہ اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے اللہ کو دیکھ رہا۔۔۔یقین!۔۔۔ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔یہ مستقل مسئلہ ہے۔۔۔اس دنیا کے اندر اللہ کا دیدار ان آنکھوں سے ناممکن ہے۔۔۔جو قرآن کا فیصلہ ہے۔۔۔یہ دیکھنا کیا ہے دل کا یقین۔۔۔ایسا پکا یقین۔۔۔بغیر دیکھے ہوئے۔۔۔تو عرض یہ کر رہا تھا۔۔۔کہ یہ چیزیں ضروری ہیں۔۔۔ایک طبقہ جو ہے۔۔۔وہ اس وجہ سے محروم ہو رہا ہے۔۔۔اس نام کی وجہ سے۔۔۔چلو نام کو چھوڑ دو۔۔۔ان صفات کو تو حاصل کرو۔۔۔دل کے اندر۔۔۔

ان رذائل سے تو نجات حاصل کرو۔۔۔

ذرائع ذرائع ہے۔۔۔مقصود مقصود ہے

اور ایک طبقہ دوسری طرف۔۔۔جو انتہا کیا ہے؟۔۔۔کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے جو ذرائع ہیں۔۔۔ان کو مقصد کا درجہ دے دیا۔۔۔ذریعہ ذریعہ ہوتا ہے۔۔۔وسائل وسائل ہوتے ہیں۔۔۔مقصد مقصد ہوتا ہے۔۔۔دیکھیں سیڑھی آدمی بناتا ہے چھت پر چڑھنے کیلئے۔۔۔وہ سیڑھیاں ہی بناتا رہے۔۔۔اور سیڑھیاں سجاتا رہے۔۔۔اور چھت پر نہ چڑھے!۔۔۔ایک طرف یہ ہوگیا۔۔۔اب اللہ کی محبت کو لینے کیلئے اب مشائخ نے۔۔۔اور دل کے اندر۔۔۔جو رذائل کے ازالے کیلئے کچھ طریقہ کار نکالے۔۔۔ذکرواذکار۔۔۔ہیئت ذکر۔۔۔مختلف قسم کی چیزیں ہیں۔۔۔اس کی بحث کے بغیر۔۔۔کون سی اس کے اندر جو ہیں۔۔۔لیکن یہ سب کے سب وسائل اور ذرائع کے درجے میں ہیں۔۔۔اور مقصود جو ہے (یہ نہیں ہے)۔۔۔اسی میں پھنسے رہیں۔۔۔کیا کہتے ہیں؟۔۔۔دل جاری ہونا چاہیئے۔۔۔دل کا جاری ہونا کیا ہے؟۔۔۔کچھ کیا کہتے ہیں؟۔۔۔انگلی رکھی۔۔۔اور اس کے اندر وہ تھرتھراہٹ سی شروع ہوجاتی ہے۔۔۔دل جاری ہوگیا جی!۔۔۔(یہ) مقصد نہیں ہے۔۔۔ہمارے حضرت جیؒ رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔۔۔اللہ کا شکر ہے کہ۔۔۔تصوف کو آسان کرکے پیش کیا۔۔۔شریعت کے تابع۔۔۔شریعت کے مطابق۔۔۔

دل کا جاری ہونا کیا ہے؟

ایک پروفیسر صاحب ہیں۔۔۔ریٹائر ہو کر ہمارے قریب ہی بستی میں آئے۔۔۔ایسے ہی ملنے کے لیے آئے۔۔۔بات ہوتے ہوتے جو ہمارے حضرتؒ کا تذکرہ آیا۔۔۔حضرت مولانا غلام ربانی صاحبؒ۔۔۔فرمانے لگے کہ اچھا مولانا غلام ربانی صاحبؒ سے آپ کا تعلق ہے۔۔۔عظیم شخصیت تھے۔۔۔تیس پینتیس سال کا اپنا واقعہ بتایا۔۔۔کہ ہمیں (یہ زوالوجی کے پروفیسر سول لائن سے تعلق ہے، سول لائن سے ریٹائر ہوئے)۔۔۔کہ تیس پینتیس سال پہلے کا ذکر ہے۔۔۔کہ ہمارے کالج میں کسی نے تذکرہ کیا۔۔۔کہ ایک اللہ کے ولی لاہور آئے ہوئے ہیں۔۔۔وہ توجہ ڈالتے ہیں۔۔۔آدمی تڑپنے لگتا ہے۔۔۔آدمی تڑپنے لگتا ہے۔۔۔ہمیں شوق ہوا۔۔۔تجسس۔۔۔کہ دیکھیں چل کے۔۔۔ہم پانچ پروفیسر اکٹھے ہو کر آئے۔۔۔یہ ہمارے حضرت جیؒ کا ذکر ان کے تعلق سے سنا۔۔۔ہم نے۔۔۔آسٹریلیا مسجد لاہور میں تشریف فرما تھے۔۔۔دوپہر کا وقت تھا۔۔۔جس وقت مسجد میں داخل ہوئے۔۔۔تو کھانا کھا رہے تھے۔۔۔دسترخوان لگا ہوا تھا۔۔۔ہم جیسے ہی داخل ہوئے۔۔۔ہمیں بھی آواز دے دی۔۔۔کہ بھئی قریب آجاؤ۔۔۔فرماتے مجھے تو حضرتؒ نے اپنے ساتھ اپنی پلیٹ میں شریک کرلیا کھانے میں۔۔۔اب جو کھانا شروع کیا۔۔۔تو میں نے پوچھا۔۔۔حضرتؒ ہم نے سنا ہے کہ آپ توجہ ڈالتے ہیں آدمی تڑپنے لگتا ہے۔۔۔حضرت نے پتا ہے کیا فرمایا؟۔۔۔کہ آپ نے غلط سنا ہے جی۔۔۔لوگوں کو تڑپا کر ہمیں کیا ملے گا جی؟۔۔۔یہ کم ہمتی کی بات ہے۔۔۔پھر میں نے کہا۔۔۔حضرت وہ دل کا جاری ہونا کیا ہے؟۔۔۔فرمایا

دل کا جاری ہونا یہ ہے کہ---دل اللہ کی اطاعت کو چاہنے لگے---دل اللہ کی اطاعت کو چاہنے لگے---دل جاری ہو گیا---اللہ کی نافرمانی سے رک جائے---حرکت---ذکر نہیں ہے---حضرتؒ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ---اگر حرکت ذکر ہو تو---رعشہ والا ذاکر ہو گا ناں؟---رعشہ والے کو دیکھا ہے؟---ہر وقت جسم اسکا حرکت کرتا رہتا ہے---ذاکر ہے جی؟---

کبھی کسی پر---کہتے ہیں---اگر ہے تو مبتدی کیلئے---اگر ایسی کیفیت طاری ہو گئی---تھوڑی سی حرکت خشیت سے آگئی---غیر ارادی---غیر اختیاری---اور چیز ہے---ذکر وہ نہیں ہے---ذکر تو انسان کے ارادے کے ساتھ ہے---اختیاری چیز ہے---اپنے ارادے کے ساتھ جو کر رہا ہے---

حضوری کس کو کہتے ہیں؟

میں عرض یہ کر رہا تھا---ہر زمانے میں اللہ والوں نے سنبھالا ہے---صحیح تصوف کو سامنے لائے---پیش کیا---تو وسائل کو وسائل کا درجہ---مقاصد کو مقاصد کا درجہ---اسی پر ہمارے حضرتؒ کا ایک شعر ہے فارسی کا---

چوں حضورش آمدہ بالغ شدہ
از تعین شغل ہا فارغ شدہ

یہ حضوری جس کو کہتے ہیں---پتہ نہیں حضوری کو یہ کیا سمجھتے ہیں؟---ایک اصطلاحیں جو ہیں ناں---ان کی تعبیرات اپنی اپنی مرضی سے کر لی ہیں---یہ---

ان تعبد اللہ کا انک تری

جو ہے ناں---کہ اللہ کی عبادت ایسے کر---جیسے اللہ کو دیکھ رہا ہے---یہ ہے حضوری کی کیفیت---اور اس کو بنانے کیلئے اذکار ہیں---یہ ذکر اس لیے ہے کہ دل کے اندر یہ استحضار بن جائے---یقین کے درجے کے اندر جو ہے---تکرار کرتے کرتے---کرتے کرتے یہ یقین آجائے---کہ اللہ مجھے دیکھ رہا---پہلا درجہ کیا---وہ یقین کہ جیسے میں نے اللہ کو دیکھ لیا---اور دوسرا درجہ کیا---کہ میں نہیں دیکھ رہا وہ تو مجھے دیکھ رہا ہے ناں---یہ زبان ہی کہہ رہی ہے ناں---استحضار دل کا (ہونا چاہئے)---اب اس کیلئے ہے---ذکر---مراقبہ---یہ شغل---یہ جو کچھ ہے اس کیلئے---جب یہ جم گیا---بالغ ہو گیا---اور رہنے لگا اغلب اوقات کے اندر---تو یہ جو اذکار ہے ناں---ان کی چھٹی---

از تعین شغل ہا فارغ شدہ

طریقت---شریعت پر ڈالنے کے لیے ہے

یہ شغل تو اسی لیے ہیں---اب وہ مسنون اور ماثور دعائیں---اصل تو یہ ہے---جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے جو ارشادات ہیں---جو دعائیں مذکور ہیں---جو آپ کی زبان اطہر سے اللہ العزت نے کہلوائی ہیں---ان میں تاثیر اللہ نے پہلے رکھ دی ہے---لیکن چونکہ اندر ایک ضعف آگیا---جو ہمارے دل کے اندر---ان پر آمادگی نہیں ہے---تو یہ ایک ضعف---ایک رکاوٹ---جو آگئی

ہے یہ۔۔۔وقتی طور پر۔۔۔ذکر کرا کے اس رکاوٹ کو دور کیا جا رہا ہے۔۔۔لانا اسی پر ہی ہے۔۔۔شریعت اصل ہے۔۔۔شریعت حاکم ہے جن وانس کے اوپر۔۔۔تو تصوف تو بے غبار چیز ہے۔۔۔صاف وشفاف چیز ہے۔۔۔شریعت پر ڈالنے کیلئے ۔۔۔شریعت پر چلنے میں جو رکاوٹ ہے۔۔۔اس کو دور کرنے کیلئے ہے۔۔۔آج کا جاہل صوفی کیا کہتا ہے؟۔۔۔شریعت اور ہے طریقت اور ہے۔۔۔دھوکے میں پڑا ہوا ہے بیچارا۔۔۔قابل رحم حالت ہے۔۔۔بھلا وہ بھی (کوئی) طریقت ہے جو شریعت سے ہٹ کر ہو؟۔۔۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ان کے مواعظ موجود ہیں۔۔۔اصل وعظ عربی کے اندر۔۔۔ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے فرمایا ہے۔۔۔فیوض یزدانی کے نام سے۔۔۔اسکو پڑھ کے دیکھ لیں۔۔۔آپ کے ہر وعظ کے اندر یہ بات ضرور ملے گی۔۔۔ہر وہ حقیقت جس کی گواہی شریعت نہ دے۔۔۔وہ زندیقیت ہے ۔۔۔اب اس سے اندازہ (کریں)۔۔۔ان کی محبت کا دعویٰ تو بہت کیا جاتا ہے۔۔۔ لیکن ان کے ارشادات کیا ہیں؟۔۔۔کیا محنت فرمائی؟۔۔۔کیا دل میں بٹھانا چاہا؟ ۔۔۔ناواقفیت ہے۔۔۔شریعت سے ہٹانے کے لئے؟۔۔۔ناں ناں ناں۔۔۔وہ (طریقت) تو شریعت پر چلنے میں جو رکاوٹ ہے اس کو دور کرنے کیلئے ہے۔۔۔

نسبت کیا ہے؟

اسی لیے مولانا عبدالقادر رائپوریؒ فرماتے ہیں۔۔۔جس کا دل بن جاتا ہے۔۔۔سنور

جاتا ہے۔۔۔یہ نسبت اسکول جاتی ہے۔۔۔نسبت کیا ہے؟۔۔۔نسبت کو پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں؟۔۔۔فلاں کی فلاں کے ساتھ نسبت ہو گئی۔۔۔کیا ہوتی ہے؟۔۔۔(حاضرین نے کہا ''تعلق'') ایک لگاؤ ہے ناں۔۔۔اس کا جو دھیان رہنے لگتا ہے ناں۔۔۔اللہ کے ساتھ دل کا ایسا لگاؤ۔۔۔اس کا دھیان ہر وقت رہنے لگے۔۔۔اس کا نام ہے نسبت ہے۔۔۔جس کو یہ نسبت حاصل ہو گئی۔۔۔اور دل اس کا متوجہ الی اللہ رہنے لگا۔۔۔فرماتے ہیں کہ شریعت کے خلاف چلنا اس کیلئے ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔اس کے اندر کا جذبہ یہ ہوتا ہے۔۔۔یہ شریعت تو کوئی چیز نہیں۔۔۔ہزار گنی زیادہ بھی شریعت آجائے۔۔۔میں عمل کر کے دکھادوں جی۔۔۔خلاف نہیں چل سکتا وہ۔۔۔پہلی ملاقات میں حضرتؒ کے ہاں بگرام جب میں گیا۔۔۔۱۹۷۶ء کی بات ہے۔۔۔تو حضرتؒ نے فرمایا کہ جاہل صوفی کیا کہتا ہے؟۔۔۔کہ مجھے نماز کی ضرورت نہیں ہے؟۔۔۔یعنی میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں ۔۔۔اور میرا باطن ایسا بن گیا ہے۔۔۔کہ مجھے اب نماز کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا باطن ہو سکتا ہے جی؟۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی نماز پڑھی۔۔۔کہ آپؐ کے قدمین (پاؤں مبارک) ورم کر جاتے تھے۔۔۔کون کہتا ہے نماز کی ضرورت نہیں؟۔۔۔اللہ کا شکر ہے ہمارے اکابرین نے۔۔۔اسلاف نے۔۔۔اہل حق صوفیاء نے۔۔۔ان دونوں کو جمع کر کے دکھا دیا۔۔۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

یہ فارسی کا شعر اکثر کہا جاتا ہے۔۔۔کہ ایک ہاتھ کے اندر جو ہے۔۔۔در کفے جام

شریعت ---(شریعت کا نازک جام شیشے کا)---اور ایک ہاتھ میں ---در کھے سندان عشق (عشق کا ہتھوڑا)---اب شیشے اور ہتھوڑے سے کھیلنا آسان کام ہے جی؟---کیوں؟ ---لیکن ہمارے ان اللہ والوں نے ان دونوں سے کھیل کر دکھادیا---کہ عشق کے جذبات ---محبت کے جذبات ---تصوف کے---ان سب کے ہوتے ہوئے ---شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے (تھامے رکھا)---اس نازک جام جو ہے---اس پر ذرا سی بھی خراش نہیں آنے دی---

ذکر سے مقصود کیا ہے؟

میرے بزرگو دوستو!---اللہ سے مانگیں ---اللہ ہمیں اسکی حقیقت نصیب فرمادے ---(آمین)---میرے عزیز بزرگو دوستو!---آج جتنی رکاوٹ آرہی ---دین کے چلنے کے اندر جو ہے---اس کی بنیادی وجہ---دل کے اس ہنگامے کا سرد ہوجانا ہے---یا بقول علی میاںؒ کے---دل کی انگیٹھیاں سرد ہوگئیں ---دل کی انگیٹھیاں سرد ہوگئیں---اس کو گرمانے کی ضرورت ہے---اس کو گرمالیں---ہاں پھر مشکل نہیں---پھر شوق ہے---پھر رغبت ہے---ان خرق امور عادات کے پیچھے (نہ پڑیں)---کبھی ہوجاتا ہے---مقصود ان میں سے کوئی نہیں ہے---مزہ مقصود نہیں ہے---حرکت مقصود نہیں ہے---مقصود ذکر اذکار مراقبے سے کیا ہے؟---جو میں عرض کر رہا ہوں اللہ سمجھادے---اس بات کو کہ دل صاف شفاف---دل کے اندر وہ قوی استعداد---جو شریعتِ مطہرہ پر ہمیں چلائے---جمائے---فضاؤں

کے خلاف--- ماحول کے خلاف---رواج کے خلاف---رسم کے خلاف ---ان سب کے خلاف---ہمیں اس کے اوپر چلائے---اللہ ہمیں اسکی حقیقت نصیب فرمادے---اسکے لئے ذکر ہے---لیکن ذکر سے مقصود اب یہ ہوگا---کہ اللہ پاک ہمارے دلوں کو یہ حیات عطا فرمائے---

تعلق اس لیے جوڑو کہ اللہ مل جائے

آج کیا کہتے ہیں---کہ پیر کیسا ملے؟---کوئی وظیفہ بتادے---وارے نیارے ہو جائیں---کاروبار چمک جائے---کوئی تعویذ مل جائے--- مسئلے حل ہو جائیں---یہی سمجھتے ہیں ناں؟---آتے ہیں ہمارے پاس بھی--- آتے ہیں یہاں بھی---کئی دفع ہوتا ہے---جب پتا چلتا ہے کہ---کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں---تو فوراً ذہن میں یہی آتا ہے ---کہ ان سے کچھ مسئلے اپنے حل کروا لیں---دعاؤں کی برکت کا انکار نہیں ہے جی!---اللہ والوں کی دعاؤں کی برکت کا انکار نہیں ہے ---مقصود یہ نہیں ہے---حضرت تھانویؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں---کہ بزرگوں سے تعلق صرف اس لئے جوڑنا---کہ ہمارے دنیا کے کام بن جائیں ---یہ ایسے ہی ہے کہ---سنار کے پاس جا کر کوئی کہے کہ مجھے کھرپا بنادے ---سنار کے پاس جا کر کیا کہے کہ مجھے---کھرپا جانتے ہیں جی؟---یہ ایسے ہی ہے---(بلکہ) اس لئے تعلق جوڑو کہ اللہ مل جائے---اللہ کے ساتھ لگاؤ ---تعلق---نسبت---اور پھر جب تعلق اس لئے جوڑا---کہ دل کی اصلاح ہو

جائے --- اس تعلق والے کو کوئی مسائل آ گئے --- پریشانی آ گئی --- تو دعا کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے --- مقصود پر آنا ہے --- اللہ ہمیں یہ بات سمجھا دے ---

اللہ والے قیامت تک رہیں گے

میرے بزرگو، دوستو! اس رواج دینے کی ضرورت ہے --- آج جو ہمارے نوجوانوں کے اندر تردد آ رہا --- شکوک وشبہات ہیں --- اسکی وجہ بھی دلوں کی انگیٹھیاں سرد ہونے کی وجہ ہے جی --- جو مغرب ہمارے نوجوانوں کو لئے جا رہا ہے --- اسکی وجہ یہی ہے --- دلوں پر محنت نہ ہونے کی وجہ سے --- ورنہ دل اس لذت کو چکھ لیں --- اور اس سے آشنا ہو جائیں --- تو کون ہے جو نہ چاہے --- لیکن اسکو نکھار کے --- صاف کر کے --- پیش کرنے کی ضرورت ہے --- تو بھائی اسی کے لئے ہم بھی پھر رہے --- اللہ جانتا ہے صرف اسی لئے پھر رہے --- یہ صاف شفاف طریق جو ہے --- بے غبار طریق جو ہے --- یہ امت کے سامنے آ جائے --- مقصد کو سمجھنے والے بن جائیں --- مقصد پر آنے والے بن جائیں --- اس لئے ہمارے ہاں سلسلے کی دعوت نہیں ہے --- اللہ کا شکر ہے --- ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے --- سلسلے کی دعوت نہیں --- طریق سمجھاؤ --- اسکی افادیت اہمیت --- یہ بتاؤ --- پھر آزاد چھوڑ دو --- کہیں نہ کہیں تعلق جوڑ لو --- عادت اللہ ہے کے تعلق کے بغیر بات بنتی نہیں ہے --- اب تلاش کر لو --- مانگ لو اللہ سے --- ہیں اللہ والے --- اللہ والے رہیں گے --- اور قیامت تک رہیں گے --- اللہ کا شکر ہے

تھوڑی سی زندگی میں --- اللہ نے ہمیں تو دکھا دیا --- وہ تو جب نکلیں گے ناں تلاش کے اندر --- اللہ سے مانگیں --- اللہ پہنچائیں گے --- ہیں آج بھی --- ہیں اور رہیں گے --- ہاں ہمیں وہ صحیح تلاش کرنا آ جائے --- صحیح طلب ہمارے اندر آ جائے --- اور زیادہ ہیں اس زمانے میں --- ہاں زیادہ ہیں اس زمانے میں --- بس آنکھ چاہئے انکو دیکھنے والی --- ہر جگہ موجود ہیں --- ہر جگہ موجود ہیں --- ہمیں ہر سفر میں مل جاتا ہے کوئی نہ کوئی --- ایک سفر میں سانگھڑ میں جماعت میں گئے --- مستورات کی جماعت میں --- کچھ نوجوان مسجد میں بہت مانوس ہو گئے --- بہت مانوس ہو گئے جی --- ان کی محبت کو دیکھ کر میں نے پوچھا --- کہ آپ کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے؟ --- ذرا پرانی بات ہو گئی --- نام تو ذہن میں نہیں رہا --- انہوں نے کہا کہ بھئی یہاں جنگل کے اندر ایک خانقاہ ہے --- نقشبند سلسلے کی --- میں نے کہا ہمیں بھی لے چلو --- ہم عشاء کی نماز میں گئے --- ضعیف تھے --- نماز پڑھائی --- لطف آ گیا --- واقعی لطف آ گیا --- نماز کے بعد بیٹھے --- بیٹھے --- بات چیت شروع ہوئی --- مفتی شفیع صاحبؒ کے ہم عصر --- مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ جیل کاٹی ہوئی --- اب جنگل میں بیٹھے کام کر رہے --- مدرسہ بھی --- مقامی طلباء اور --- لیکن ایک بات درد سے کہی انہوں نے --- جو عرض کرنا چاہ رہے --- فرمایا کہ یہ لوگ میرے پاس آ جاتے ہیں --- میں ذکر بھی بتا دیتا ہوں --- لیکن ذوق والا کوئی نہیں ہے --- ذوق والا (کوئی نہیں ہے) --- ذکر کا تعلق تو ہے --- ذکر سے مقصود کیا ہے یہی مقصود ہے ناں؟ --- اللہ والے چاہتے ہیں کہ --- ان سے لیں --- جو نعمت اللہ نے انکو دی ہے --- وہ چاہتے

ہیں۔۔۔وہ تو بانٹنے کو تیار بیٹھے ہیں۔۔۔لیکن کوئی طریقے سے لینے والا ہو۔۔۔

جہاں شفا۔۔۔وہاں اطمینان

آپ کے کراچی میں۔۔۔خوش نصیب ہیں۔۔۔اللہ کا شکر ہے۔۔۔بہت اللہ والے ہیں۔۔۔ہاں ہم اللہ سے مانگ لیں۔۔۔ جہاں میرے دل کی اصلاح ہو سکتی ہے۔۔۔جو میرے لئے مناسب ہے۔۔۔اللہ اس تک میری رسائی کرادے۔۔۔میرا دل اس پر مطمئن ہو جائے۔۔۔دیکھئے ڈاکٹر بہتیرے ہیں۔۔۔حکیم بہتیرے ہیں۔۔۔جس کے لئے جہاں شفا رکھی ہوتی ہے۔۔۔اللہ اسکا اطمینان وہاں کروا دیتے ہیں۔۔۔ایک ڈاکٹر کی ایک تعریف کرتا ہے۔۔۔دوسرا کہتا ہے۔۔۔کہ جی مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔۔اسکے لئے وہاں شفاء؟ (نہیں تھی)۔۔۔دیکھئے پیشے کے اعتبار سے کونسا ڈاکٹر چاہتا ہے کہ اسکا مریض ٹھیک نہ ہو؟۔۔۔کیوں جی؟۔۔۔جس ڈاکٹر کے پاس جو جائے مر جائے۔۔۔اسکی ڈاکٹری چلے گی جی؟۔۔۔چاہے گا ڈاکٹر۔۔۔کہ کوئی مرے۔۔۔جو اس کے بس میں ہے وہ تدبیر اختیار کرے گا نا۔۔۔

ایک غلو

اسی طریقے سے میرے بزرگو دوستو!۔۔۔روحانی ڈاکٹر بھی بہتیرے ہیں۔۔۔جسکے نصیب میں جہاں شفاء ہوتی ہے۔۔۔اسکا دل وہیں جمتا ہے۔۔۔اب یہ کہنا۔۔۔یہ بھی غلو۔۔۔حضرتؒ فرماتے۔۔۔غلو ہے کہ میرے پیر سے بڑھ کر دنیا میں پیر ہی نہیں

ہے۔۔۔اکثر کہتے ہیں نا جی؟۔۔۔۔۔۔فرماتے یہ کتنا بڑا دعویٰ کر رہا ہے کہ اسکا مقام سارے اولیا سے اونچا ہے۔۔۔دیکھ کے سب کو۔۔۔تو پھر بتا رہا ہے۔۔۔۔یہ غلو ہے۔۔۔ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجھے نہیں مل سکا۔۔۔میرے دل کی اصلاح کے لئے۔۔۔میرے دل کی اصلاح کے لئے مجھے اس سے بہتر (نہیں مل سکا)۔۔۔باقی اللہ جانتا ہے۔۔۔اللہ کے بندے ہیں۔۔۔عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ۔۔۔اللہ سے یہ مانگیں کہ اللہ حقیقت کھول دیں۔۔۔وسائل کو وسائل کا درجہ اور مقصد کو مقصد کا درجہ۔۔۔اور مقصد کے حصول کی دھن کے اندر ہم لگ جائیں۔

نفس سے مقابلہ موت تک کا ہے

ذکر جب کریں۔۔۔اس نیت سے کریں۔۔۔اللہ سے مانگیں جو مقصود ہے۔۔۔اللہ ہمارے دل پر کھول دے۔۔۔اور پھر یہ کوئی ایسا نصاب نہیں ہے۔۔۔یہ ذکر کوئی ایسا نصاب نہیں ہے۔۔۔جیسے کہ دوسرے نصاب ہوتے ہیں۔۔۔کہ چھ مہینے یا چھ سال۔۔۔یہ تو مستقل کرنے کا کام ہے۔۔۔کیوں؟۔۔۔کہ نفس مستقل ساتھ ہے۔۔۔نفس مر نہیں سکتا۔۔۔

وعبد ربک حتی یاتیک الیقین

موت تک کا کام ہے۔۔۔موت تک کا کام۔۔۔یہ تو دل کے اندر سے جو ہے۔۔۔یہ رزائل بالکل نکل جائیں۔۔۔میلان ختم ہو جائے۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔فرشتہ نہیں بن سکتا۔۔۔فرشتہ نہیں بن سکتا۔۔۔انسان کے اندر یہ میلان رہے گا۔۔۔اور مستقل محنت

کرنی پڑے گی ---نفس کو زیر کرنے کے لئے ---اسکے سر کے اوپر تلوار ہر وقت رہنی چاہئے ---دیکھئے دشمن کتنا کمزور کیوں نہ ہو جائے ---جب اسکو حمایتی مل جائیں نا ---پھر کھڑا ہو جاتا ہے ---کبھی ہوتا ہے کہ ذکر فکر کرتے کرتے لطافت آگئی ---اور آدمی کو محسوس ہونے لگا کہ ---پاک صاف ہو گیا ہوں ---نفس میرا بس نکل گیا ہے ---نکلا نہیں یہ ---نکل کہاں سکتا ہے؟---

کام تو کرنے سے ہوگا

ہمارے حضرت جیؒ کے خلیفہ تھے ---حاجی عبدالمجید صاحب ---وہ مثال دیا کرتے تھے کہ ---کبھی پانی کے اندر مٹی مل جائے ---اور پانی پڑا رہے ---تو مٹی تہ میں نیچے بیٹھ جاتی ہے ---اوپر پانی کیا ہوتا ہے؟---(صاف) آدمی سمجھتا ہے بس اب نکل گئی مٹی ---اوپر پانی صاف شفاف ہو گیا ہے ---ایک چھوٹا سا بجہ ڈالو اسکے اندر ---تو کیا ہوگا جی؟---جیسے ہی ارتعاش ہوگا ---وہ مٹی پھر اوپر (آجائے گی) ---تو ذکر فکر کرتے کرتے کبھی آدمی لگا رہتا ہے نا؟---تو وہ رزائل کیا نیچے ---نفس کے میلانات دبے ہوتے ہیں ---آدمی کہتا ہے کہ پاک ہو گیا ہوں ---بس ذرا سا بجہ پڑا --- اور پھر وہی ---پھر آدمی کہتا ہے اوہ ---ہو--- میری محنت ضائع گئی ---یہ مستقل محنت ہے ---موت تک کی محنت ہے ---موت تک لگے رہنے کی ضرورت ہے ---رابطے کی ضرورت ہے ---شیخ کے ساتھ رابطے کی ---ایک عجیب معاملہ اسمیں ہے ---ایک عادت اللہ ہے ---کہ جس نے جہاں تعلق جوڑا ہے ---

اسکے ساتھ ربط رکھے اپنے دل کا ---اور اپنے حالات کی اطلاع دیتا رہے ---اور کام کرتا رہے ---کرنے سے ہوگا ---ایک یہ کہتے ہیں کہ ---پیر کرنی والا ---کر کے دے ---دیکھئے آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ---مادرزاد ولی چند ایک ہی ہوں گے ---چند ایک ہی ہوں گے ---انگلیوں پہ گن لیں بے شک ---باقی جو اللہ کے ولی بنے ہیں ---عجیب عجیب حالات سے نکل کر آئیں ہیں ---پہلے انکے حالات ایسے نہیں تھے ---توبہ کی ---اور توبہ کرنے کے بعد انہوں نے محنت کی ---تو اللہ نے (انکو دیا) ---محنت کے بغیر نہیں ---خزانہ کسی کو ملتا ہے جی ---ہر آدمی خزانے کے انتظار میں رہے ---خزانہ ملے ---نہیں ---کام کرنے سے ہوتا ہے ---کچھ لوگ یہ انتظار میں ہوتے ہیں کہ ---پیر کردے گا ---ایسی نظر ڈالے ---دیکھئے یہ واقعہ بھی کوئی کوئی ہے ---یہ واقعہ بھی کوئی کوئی ہے ---کہیں ہے کہ ---نظر پڑی اور سارے مراحل اسکے طے ہو گئے ---شاذ ہے ---نادر ---النادر کالمعدوم ---کام تو کرنے سے ہوگا ---اس انتظار میں کہ خود بخود ہو جائے ---یا پیر کردے ---پیر نہیں ---پیر کب کر سکتا ہے؟---

شیخ تو بس رہبری کرتا ہے

حضرت سید احمد شہیدؒ کا ایک سفر ہوا ---ہندوستان کا ---تو انکی تاثیر اللہ نے عطا فرمائی ---کہ کئی جگہ کے اوپر ---ابھی توبہ کرائی ابھی اجازت دیدی ---ہاں --- بڑی شہرت ہوئی ---کہ سید صاحبؒ کی توجہ میں بڑا اثر ہے ---ایک دن آپ نے

قسمیہ فرمایا---قسم کھا کر فرمایا---کہ لوگ کہتے ہیں سیدؒ کی توجہ میں اثر ہے---قسم کھا کر فرمایا بالکل غلط ہے---کئی جگہ میں نے پورا زور لگایا---یہ بدل جائے اور ذرا اثر نہیں ہوا---اور جن پر اثر ہوا---اللہ نے ڈالا---یہ حقیقت ہے---یہ بالکل حقیقت ہے---پکی حقیقت ہے---کہ ہم چاہتے ہیں کسی کے لئے---اور ذرا بھی اثر نہیں ہوتا---اور کوئی ایسا ہوتا ہے---کہ جب تھوڑی سی محنت کی---اور جناب ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں---کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں اسکے (اللہ) ہاتھ میں ہے---لیکن عرض یہ کرنا ہے کہ کام تو کرنے سے ہوگا------ کام تو کرنے سے ہو گا---شیخ تو رہبری کرتا ہے---راستہ دکھاتا ہے---چلنا خود ہی ہے---چلنا خود ہی ہے---وہ تو رہنمائی کرتا ہے---وہ تو طریقہ بتاتا ہے---لیکن کام کیا ہوگا ؟---جو ربط رکھے گا---کام کرے گا---اللہ اسکو بڑھائیں گے---اللہ ہمیں اسکی حقیقت نصیب فرمادے---

ذکرِ قلبی

اب تھوڑی دیر کے لئے ذکر کی مشق کر لیتے ہیں---یہ ہمارا ذکر جو ہے---ذکرِ قلبی ہے---ذکرِ خفی ہے---ہمارے حضرتؒ تو اکثر یہ آیت بار بار پڑھتے تھے---جسے میں بھی اکثر پڑھتا ہوں---اس اطمینان کے لئے کہ یہ ذکر ایسے ہی نہیں کر رہے---اس حکم کی تعمیل میں کر رہے ہیں---واذکر ربک فی نفسک... الخ---اب یہ حکم آ گیا---کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو---یعنی دل کے اندر

عاجزی کے ساتھ---اور ڈرتے ہوئے---اور پکارے بغیر---چپکے چپکے---یعنی کہ صبح بھی یاد کرو---شام بھی یاد کرو ---یعنی کثرت سے یاد کرو---اور غافلین میں سے نہ ہو---تو دل کو غفلت سے بیدار کرنے کا قرآنی علاج یہ ہے---کہ اس دل کے اندر اللہ کی یاد چپکے چپکے بسا لو---اور واذکر اسم ربک ... الخ---یہاں فرمایا جا رہا ہے---کہ رب کو اسکے نام کے ساتھ یاد کرو---دل کو خالی کر کے---اسمِ ذات کی تکرار---حکیم الامتؒ اللہ انکی قبر کو نور سے منور فرمائے---کسی نے اسپر کہا نا---کہ یہ اللہ اللہ کرنا کہاں سے آیا؟---عجیب مثال دی---فرمایا امام ابنِ تیمیہؒ کے تعلق سے---کہ انکو اسپر جو تھا---اشکال جو ہے---اعتراض جو کرتے ہیں---میں انکی زندگی میں ہوتا---تو ادب سے استفتاء ان سے مانگتا---کہ ایک بچہ حافظ---حفظ کر رہا ہے---اور پڑھتا ہے---اِذْ سَاءَ"---اِذْ سَاءَ"---اِذْ سَاءَ"---اِذْ سَاءَ"---فطرت---فطرت---فطرت---فطرت---یہ جائز ہے---نا جائز ہے؟---کیوں جی؟---یاد کر رہا ہے نا؟---یہ تالع نہیں ہے---تلاوت نہیں کر رہا---یہ ابھی اسکو یاد داشت میں محفوظ تو نہیں کر رہا نا---تو اسکا مقدمہ کیا ہو گا؟---اسمیں بھی ثواب ہو جائے گا---نہیں ہو جائے گا؟---اور جب اسکو یاد ہو جاتا ہے---تو پھر کیا کرتا ہے؟---پڑھتا ہے ایسے جی؟---پھر رواں پڑھتا ہے۔ تو یہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ یہ کس لئے ہے؟--- یہ استحضار بنانے کے لئے ہے---دل کو متوجہ کرنے کے لئے---تکرار اس لئے ہے---تاکہ ذکر سے دھیان مذکور کی طرف لگ جائے---اسم سے مسمّیٰ کی طرف لگ جائے---تو بھئی اسکی مشق جو ہے---اللہ سے مانگیں کہ اسکی چسک ہمارے دل میں لگ جائے---دائمی یاد

کی توفیق مل جائے۔۔۔تو جب اپنی تنہائیوں کے اندر۔۔۔اپنے کام کاج کے دوران۔۔۔اسکی مشق کرتے رہیں گے۔۔۔تو اس سے کیا ہوگا؟۔۔۔فـاذکـرونـی اذکــــرکــــم ۔۔۔اللہ فرماتے ہیں۔۔۔پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔۔۔جب اللہ پاک یاد رکھیں گے۔۔۔تو نور آئے گا۔۔۔ظلمت نکلے گی۔۔۔دل کے اندر سے ظلمت نکلے گی۔۔۔دل متوجہ الی اللہ رہنے کا عادی بنے گا۔۔۔بس اسکی مشق جو ہے۔۔۔کرلیتے ہیں۔۔۔

مراقبہ

ہاں جی۔۔۔اب دل پر توجہ دیں۔۔۔آنکھیں وقتی طور پر بند کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔۔۔ایک وقتی ضرورت ہے۔۔۔مقصود نہیں ہے کھلی آنکھوں سے ذکر کیا جا سکتا ہے۔۔۔لیکن چونکہ توجہ جمتی نہیں ہے۔۔۔اس توجہ کو جمانے کے لئے۔۔۔استحضار بنانے کے لئے ہے۔۔۔کہ آنکھ بند کرلیں۔۔۔اور دل کا تصور کریں۔۔۔کہ میرے دل پر لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا ہے۔۔۔فتبارک اسم ربک۔۔۔یقین ہو۔۔۔کہ اس نام کے اندر برکت ہے۔۔۔چونکہ اللہ فرمارہے ہیں۔۔۔اس کی برکت کو لینے کے لئے۔۔۔دل میں اسکو نقش کرلیں کہ۔۔۔دل میں لفظ لکھا ہوا ہے ''اللہ''۔۔۔اور آسمان سے ایک نور آکر دل کو ٹکرا رہا ہے۔۔۔اور دل کے اندر روشنی ہورہی ہے۔۔۔اب دل میں تصور سے تکرار کریں۔۔۔اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔اب تھوڑی دیر کے لئے اسکی مشق کرلیں جی۔(مراقبہ اور پھر دعا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقتِ تبلیغ

حضرت جی دامت برکاتہ کے ہاں (نقشبندی مسجد الفلاح ٹاؤن میں) ہر ماہ کے دوسرے ہفتے تین دن کا ایک اصلاحی جوڑ ہوتا ہے، جس میں ذاکر ساتھی متفرق اوقات کے لیے آتے رہتے ہیں، اور ان دنوں ہونے والے اعمال میں شریک ہوتے ہیں۔ 11 ستمبر 2005ء بروز اتوار حضرت جی نے ظہر سے پہلے ہونے والی تعلیم میں تبلیغ کے تعلق سے حضور ﷺ کا ارشاد اور حضرت ابنِ عباسؓ کی نصیحت کا تذکرہ آیا۔۔۔تو اس ضمن میں حضرت جی دامت برکاتہ نے تبلیغ کے تعلق سے چند قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں

بیان سے پہلے تعلیم

حضرت جی کے بیان سے پہلے ایک ساتھی نے تعلیم کروائی جس کا متن درج ذیل ہے:

''نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے، اور انہیں دین نہیں سکھاتے، اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرت ناک نتائج نہیں بتاتے، اور انہیں بُرے کاموں سے نہیں روکتے، اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے، اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے، اور دین سے جاہل رہنے کے عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے، اللہ کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں، انہیں نصیحت کریں، ان کو اچھی بات بتائیں، اور ان کو بری باتوں سے روکیں، نیز لوگوں کو چاہیے کہ

لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں، اور ان کی نصیحت پر عمل کریں۔

ایک آدمی نے حضرت عباسؓ سے کہا، کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو، اس نے کہا کہ ہاں توقع تو ہے، ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تمہیں اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کردیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو، اس نے کہا کہ وہ کون سی تین آیتیں ہیں، ابن عباسؓ نے فرمایا پہلی آیت یہ ہے (ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کا کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو)، ابن عباسؓ نے کہا کیا اس آیت پر اس طرح عمل کرلیا؟ اس نے کہا نہیں۔ اور دوسری آیت یہ ہے (ترجمہ: تم کیوں کہتے ہو وہ بات جس کو کرتے نہیں) کیا اس پر اچھی طرح عمل کرلیا؟ اس نے کہا نہیں۔ اور تیسری آیت (ترجمہ: شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو ڈر کر خود ہی کرنے لگوں، میری نیت یہ نہیں، بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا، تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے۔) حضرت ابن عباسؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کرلیا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو، اور برائی سے روکو، یہ مبلّغ کی پہلی منزل ہے۔ (حضرت جی نے اس واقعہ کو دوبارہ پڑھنے کے لیے کہا)---

حضرت جی کا بیان

تبلیغی جماعت نہیں بلکہ تحریکِ ایمان

اب فرمائیں جی مبلّغ!--- جو تبلیغ میں چل رہے ہیں--- یہاں جو فرمایا جارہا ہے--- کیا مفہوم ہے؟--- کیا مقصود ہے اس سے؟--- اور یہ جو کام پوری دنیا میں لے کر پھر رہے ہیں--- یہ کس مقصد کے لیے پھر رہے ہیں؟--- تبلیغ کے لیے نہیں نکلتے--- میں اس لیے عرض کررہا ہوں کہ یہ غلط فہمی دور ہوجائے--- انہی منبروں سے --- انہی مراکز سے--- انہی تبلیغ کے بڑے بزرگوں سے--- بڑی اچھی طرح یہ بات سنی اور سمجھی--- یہ تبلیغ نہیں ہے--- اس کا نام تبلیغی جماعت پڑ گیا ہے--- رکھا نہیں گیا ہے--- یہ پرانوں کے جوڑ کے اندر پہلے--- پچھتر چھہتر کے زمانے میں--- ہم نے بڑے واضح الفاظ میں سنا--- کہ حضرت جی مولانا الیاسؒ نے اس کا نام تبلیغی جماعت رکھا نہیں تھا--- پڑ گیا ہے--- حضرت سے پوچھا گیا کہ جب کوئی کام شروع ہوتا ہے تو اس کا کوئی نام ہوتا ہے--- کوئی جماعت ہوتی ہے تو اس کا کوئی نام ہوتا ہے--- کوئی تحریک ہوتی ہے تو اس کا کوئی نام ہوتا ہے--- فرمایا کہ میرا یہ کام بغیر نام کے چلے گا--- ہر نئی چیز جو پیدا ہوتی ہے اس کا کوئی نام ہوتا ہے--- فرمایا نہیں یہ بغیر نام کے چلے گا--- اور پھر فرمایا کہ اگر مجبور کردیئے جاؤ--- اور نام رکھے بغیر چارہ نہ رہے--- تو اس کا نام رکھنا تحریک ایمان--- ایمان کو اپنے اندر لانے کی اور ایمان کو یاد دلانے کی تحریک---

یہ محنت تبلیغ کی استعداد پیدا کرنے کے لیے ہے

حضرت مولانا سعید احمد خانؒ سے ہم نے بارہا بڑی صراحت کے ساتھ یہ سنا کہ یہ تو اُمّت کے اندر تبلیغ کی استعداد اور تبلیغ کی صفات پیدا کرنے کی محنت ہے۔۔۔ ابھی تبلیغ نہیں کر رہے۔۔۔ واضح فرما رہے ہیں نا یہ۔۔۔ لیکن اب کم قسمتی سے اسی کو تبلیغ سمجھا جا رہا ہے۔۔۔ جو تذکیر ہے۔۔۔ یاد دہانی ہے۔۔۔ استعداد پیدا کرنے کی محنت ہے۔۔۔ اپنی اصلاح کے لیے ہے۔۔۔ آج غلطی سے آواز لگ رہی ہے کہ یہی تبلیغ ہے۔۔۔ تبلیغ تو ابھی شروع ہوئی نہیں ہے۔۔۔ تبلیغ تو جب شروع ہوگی جب تبلیغ کی استعداد کے ساتھ آجائیں گے۔۔۔ اس لیے یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اگر یہ آیات سامنے آتی ہیں تو کہتا ہے۔۔۔ یہی تبلیغ ہے۔۔۔ اور بس نکلو۔۔۔ نکلو۔۔۔ نکلو۔۔۔ اور تبلیغ کی آواز سنا کر نکالتے ہیں۔۔۔ تبلیغ کے فضائل سنا کر نکالتے ہیں۔۔۔ تبلیغ کی اہمیت بتا کر نکالتے ہیں۔۔۔ تبلیغ کے مقصود کو سمجھا کر اس کے لیے تیار کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ اس سے پہلے بڑے یہ کہا کرتے تھے۔۔۔ وہ لمحہ ابھی آیا نہیں ہے۔۔۔ ابھی ہمارے اندر وہ صفات آئی نہیں ہیں۔۔۔ وہ استعداد آئی نہیں ہیں۔۔۔ یہ تو وہ صفات و استعداد پیدا کرنے کی محنت ہے۔۔۔ ابھی تو مجمع کو تیار کیا جا رہا ہے۔۔۔ ابھی تو یہ صرف استعدادِ تبلیغ ہے۔۔۔

یہ تو اصلاح کا راستہ ہے

مولانا سعید احمد خان صاحب نے ایک مرتبہ صاف فرمایا۔۔۔ آج کافروں کو تبلیغ کرنے کی استعداد اُمت میں نہیں ہے۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ فرمایا یہ مبلغ بنا نہیں ہے۔۔۔ اس میں

وہ صفات آئی نہیں ہیں۔۔۔ آپ اس کو تبلیغ کرو گے۔۔۔ وہ آپ کو مال کی چمک دکھا دے گا۔۔۔ آپ پھسل جاؤ گے۔۔۔ وہ اپنی لڑکیاں دکھا دے گا اور اس پر تم پھسل جاؤ گے۔۔۔ یہ دو مثالیں دی ہیں۔۔۔ پھر یہ تبلیغی جماعت کا نام جو پڑ گیا ہے۔۔۔ تبلیغی جماعت۔۔۔ اس تبلیغ سے بعض اوقات دھوکہ لگ رہا ہے۔۔۔ کچھ لوگ اسی غلط فہمی کے اندر اس کو برا بھی کہہ دیتے ہیں کہ۔۔۔ یہ تبلیغ کیسی ہے؟۔۔۔ اگر اس کو اسی پر رکھیں کہ یہ تو اصلاح کا راستہ ہے۔۔۔ ایک ماحول اور فضا کے اندر لا کر۔۔۔ اور یہ تذکرے اسی لیے ہو رہے ہیں کہ استعداد بنے۔۔۔ اس فضا کے اندر۔۔۔ ماحول کے اندر۔۔۔ اپنے اندر یہ صفات لاتے ہوئے۔۔۔ اُن کے اندر یہ صفات لانے کی یہ ایک یاد دہانی ہے۔۔۔ کہ یہ صفات ضروری ہیں ہمارے اندر میں آئی۔۔۔ اس کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں۔۔۔

تکرار سے مقصود قرار پکڑنا ہے

یہ جو تکرار ہے۔۔۔ یہ جو خاص کرائی جاتی ہے یہاں پر۔۔۔ مقصود اس سے دل کے اندر قرار پکڑنا ہے۔۔۔ پونے دو سال تک میں بھی مرکز کے اندر۔۔۔ بزرگوں کی ایما کے اوپر۔۔۔ یہ بات سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔ کہ یہ الفاظ مقصود نہیں ہیں۔۔۔ ان الفاظ کے حقائق کو دل کے اندر حاصل کرنا مقصود ہے۔۔۔ **اِذَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ**۔۔۔ تکرار سے دل کے اندر قرار لینا ہے۔۔۔ الفاظ سیکھے ہیں۔۔۔ الفاظ دہرا رہے ہیں۔۔۔ کس لیے دہرا رہے ہیں۔۔۔ تاکہ دل کے اندر یہ صفات قرار پکڑیں۔۔۔ اگر

ان صفات کے لیے محنت کی جائے گی ۔۔۔تو پھر کسی کو اشکال نہیں ہوگا۔۔۔لیکن جب کہیں گے تبلیغ ۔۔۔تو پھر یہ بات آجائے گی۔۔۔اگر آپ نے (نکلنے والوں نے) اپنے آپ کو مبلّغ سمجھا۔۔۔اگر آپ نے (نکلنے والوں نے) اپنے آپ کو ذمّہ دار سمجھا ۔۔۔جس طرح کہ آواز لگ رہی ہے کہ ذمّہ داری ہے۔۔۔لیکن یہ ذمّہ داری کی صفات لانے کی محنت ہے۔۔۔اُمّت بھی ذمّہ دار ہے۔۔۔یہ ہمارے ذمّہ ہے۔۔۔لیکن ہمارے اندر صفات نہیں ہیں۔۔۔اگر میں اس لیے نکلا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اندر یہ صفات آجائیں۔۔۔پھر تو بچت ہوگئی۔۔۔اور اگر یہ ہے کہ میں ذمّہ دار ہوں۔۔۔اور یہ میرے ہی ذمّہ ہے۔۔۔تو پھر یہ آیت ہے **لم تقولون مالا تفعلون** ۔۔ پھر آجائے گا۔۔۔**اتامرون الناس بالبر**۔۔۔

حضرت مولانا الیاسؒ کا اصلاح کے لیے اکابرین سے تعلق

اس کام کی بنیاد جنہوں نے رکھی ۔۔۔جن پر اللہ نے یہ کام کھولا۔۔۔انہوں نے اس کو تبلیغ نہیں کہا۔۔۔اور اس کو بھی دیکھیں۔۔۔حضرت مولانا الیاسؒ (اللہ تعالی ان کی قبر کو نور سے منوّر فرمائے)۔۔۔یعنی یہ کام ایسے نہیں کھل گیا۔۔۔اس وقت اتنے بزرگوں کی بڑی توجہات ہیں۔۔۔وہ جو وقت انہوں نے دس سال کی عمر میں گزارا۔۔۔انہوں نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں گزارا۔۔۔ان کے بڑے بھائی مولانا یحییؒ ،مولانا گنگوہیؒ کے آخیر زمانہ میں ان کے خاص خادم تھے۔۔۔ہر وقت کے حاضر باش۔۔۔ان دِنوں میں جب حضرت جی کی ظاہری بینائی جاتی رہی۔۔۔اس زمانے

میں موتیا کا آپریشن ہوتا نہیں تھا۔۔۔موتیا آنکھ میں اتر آتا تو نگاہ بند ہوجاتی ۔۔۔تو آپ کی ظاہری بینائی جاتی رہی ۔۔۔تو آپ نے درس حدیث کا سلسلہ بند کردیا۔۔۔اب لوگ یہاں آتے تھے اصلاح کے لیے۔۔۔تزکیہ کے لیے۔۔۔تو یہ اس وقت آپ کی خدمت میں پڑ گئے۔۔۔اپنے شیخ کی خدمت میں اس نیت سے پڑ گئے تھے ۔۔۔اپنی اصلاح کے لیے۔۔۔اور اس کو ایک غنیمت موقع جان کر۔۔۔اور واقعی دل وجان سے وہاں خدمت کی۔۔۔اپنے مکتبہ کو نہیں دیکھا۔۔۔تاجر تھے۔۔۔اپنے بیوی بچوں کو لے کر جا کر پڑ گئے۔۔۔حضرت شیخ الحدیث چار سال کے تھے۔۔۔اور یہ (ان کے چھوٹے بھائی مولانا الیاسؒ) دس سال کے تھے۔۔۔ان کے والد تھے نہیں۔۔۔ان ہی کی تربیت میں تھے۔۔۔تو وہاں صحبت ملی۔۔۔مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صحبت کی تاثیر ہوئی۔۔۔اور ایسی تاثیر ہوئی کہ آپ کو خلوت محبوب تھی۔۔۔کم گو اور خاموشی کے ساتھ۔۔۔خلوت کے اندر۔۔۔ذکر اور نوافل کے اندر مصروف رہتے۔۔۔ان کے وصال کے بعد۔۔۔کیونکہ تکمیل نہیں ہوئی تھی۔۔۔اور محسوس کیا کہ مجھے ابھی ضرورت ہے تو ان کے خاص الخاص خلیفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے تعلق جوڑ لیا۔۔۔ان سے اجازت ملی۔۔۔

حضرت مولانا الیاسؒ کی بستی نظام الدین آمد

اور اس وقت یہ عالم تھا۔۔۔جب ان کو بستی نظام الدین بلایا گیا۔۔۔کہ ان کے بڑے بھائی کا وصال ہوگیا۔۔۔(اور ان کے والد صاحب کی خانقاہ ہی کہہ لیں۔۔۔خانقاہ ہی

تھی ۔۔۔تھی تو مسجد ہی ۔۔۔لیکن میوات کے اندر ان کا یہ کام شروع ہو چکا تھا اس زمانے میں۔۔۔میواتی ان سے محبت کرتے تھے۔۔۔میواتیوں کے شیخ تھے۔۔۔ میواتیوں کے مربّی تھے۔۔۔اور اس کو سنبھالا ان کے بڑے بھائی نے)۔۔۔اب ان کا وصال ہوگیا۔۔۔جگہ خالی ہوگئی۔۔۔تو ان کا نام آیا۔۔۔یہ وہاں جا کر اپنے والد صاحب اور بڑے بھائی کی اس جگہ کو سنبھال کر اس کام کو آگے چلا سکیں۔۔۔تو یہاں یہ تشریف لے آئے۔۔۔اس وقت بھی آپ کا معمول یہ تھا کہ۔۔۔آپ جو ہیں۔۔۔کہ ساتھ ہی تھی مسجد نظام الدین کی درگاہ۔۔۔یہاں کہتے ہیں کہ جو مسجد تھی۔۔۔چار دیواری تھی۔۔۔آپ لمبی لمبی نفلیں پڑھا کرتے تھے۔۔۔اور آپ کے پاس جو طلبہ پڑھنے کے لیے آتے تھے۔۔۔تو پڑھانے کا انداز بھی عجیب تھا۔۔۔کہ طالب علموں کے ساتھ بات نہیں فرماتے تھے۔۔۔ان کو حکم تھا کہ سبق یاد کر کے آؤ۔۔۔اور مجھے سناؤ۔۔۔آپ اپنے مراقبے میں رہتے تھے۔۔۔اور جہاں غلطی ہوتی تھی۔۔۔وہاں ’’ہوں‘‘ کہتے تھے۔۔۔’’ہوں‘‘ کا مطلب ہے کہ غلطی ہے جاؤ دوبارہ یاد کر کے آؤ۔ ۔۔عجیب انداز تھا پڑھانے کا۔۔۔طالب علم کو۔۔۔اور خود یکسو تھے۔۔۔گھنٹوں مراقب رہتے تھے۔۔۔مغرب کے بعد لمبے لمبے مراقبے۔۔۔

آپ سے یہ کام لیا جائے گا

اسی اثنا میں اپنے شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ساتھ حج کا سفر پیش آ گیا۔۔۔اور اس میں تشریف لے گئے۔۔۔اور یہ وہاں پر گئے ہیں۔۔۔مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ۔۔

ان دنوں مدینہ منورہ سے قافلے چلا کرتے تھے۔۔۔راستے مامون نہیں تھے۔۔۔محفوظ نہیں تھے۔۔۔اس طرح تو نہیں جا سکتے تھے۔۔۔قافلے کی واپسی کا دن قریب آرہا۔۔۔اور یہ مسجد نبوی سے ہٹنے کو تیار نہیں۔۔۔ایسی ان پر کیفیت غالب ہوئی۔۔۔کہ وہاں سے ہلنے کو تیار نہیں ہیں۔۔۔اور قافلہ تیار ہے۔۔۔حضرتؒ سے عرض کی گئی کہ حضرت قافلہ تیار ہے اور واپسی کے دن قریب آرہے ہیں۔۔۔اور یہ مسجد نبوی سے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں۔۔۔اور واپس کا سننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔۔۔جس پر فرمایا کہ آپ لوگ جاؤ اور ان کو چھوڑ دو ان کے حال پر۔۔۔وہ کسی خاص حال میں ہیں۔۔۔اللہ تعالیٰ نورِ فراست عطا فرما رکھا تھا نا۔۔۔اس پر کہتے ہیں کہ پھر ایک دن ان پر سارا کام کھلا۔۔۔الہام ہوا۔۔۔بے طلب امت کے اندر۔۔۔دین کی طلب کیسے پیدا کی جائے۔۔۔اس کی پوری ترتیب آپ کو سمجھائی گئی۔۔۔اور آپ سے کہا گیا کہ جاؤ تم سے وہاں پر کام لیا جائے گا۔۔۔اور یہ گھبرا گئے کہ کام لیا جائے گا۔۔۔اور اس وقت کے جو عارف باللہ۔۔۔اللہ والے جو تھے ان کے پاس گئے۔۔۔اور گھبراہٹ کا اظہار کیا۔۔۔انہوں نے فرمایا تسلّی دی۔۔۔اطمینان دلایا۔۔۔یہ تو نہیں کہا کہ تم کام کرو۔۔۔بلکہ کہا کہ کام لیا جائے گا۔۔۔اور ان سے کہا کہ تم جاؤ۔۔۔لینے والا خود لے گا۔۔۔

الہام، کشف اور وجدان **حجت** نہیں ہے

اب یہ کام کے لینے کا جو فرما دیا گیا۔۔۔آپ ہندوستان تشریف لے آئے۔۔۔اور

وہاں جو ٹھہرنے کا جو غلبہ تھا وہ پھر وہاں سے --- آپ کو الہام ہوا --- یا القا ہوا --- یا خواب میں --- یا کشف --- اس کی تفصیل معلوم نہیں --- لیکن یہ دیکھیے کیونکہ عالم بھی تھے اور عارف بھی تھے اور اس بات کو اچھی طرح جانتے بھی تھے کہ شریعتِ مطہرہ کے اندر کسی کا الہام --- کسی کا کشف --- کسی کا القا --- کسی کا وجدان --- حجت نہیں ہے جب تک اس کو شریعتِ مطہرہ کے مطابق پرکھا نہ جائے --- اس وقت کے جو بڑے تھے مفتی کفایت اللہ صاحبؒ --- ان سے وقت لیا --- اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے --- اور یہ پوری تفصیل (جو آج کل چل رہی ہے --- آجکل کی بات نہیں کر رہا --- جو پہلے چل رہی تھی --- آج کل تو اس میں تغیر آتا رہتا ہے) ان کے سامنے رکھی --- ڈیڑھ گھنٹہ میں ساری تفصیل بیان کی (یہ مولانا سعید احمد خان نے بتایا) --- مفتی کفایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ کام تو بالکل ٹھیک ہے --- لیکن کرے گا کون؟

اصل ضرورت بڑوں کی تربیت کی ہے

عرض کیا میں یہ نہیں پوچھتا کہ کرے گا کون --- کیونکہ ایک نئی چیز تھی ناں بالکل --- کہ بڑوں کو ان کے دنیاوی مشاغل سے نکال کر ایک ماحول میں لا کر ان کی تربیت کرنی --- اور دنیاوی مشاغل سے نکلنا اور نکالنا --- جیسے رواج تھا --- کوئی آسان کام تھا --- ایک نئی چیز تھی --- کیونکہ جس کے اندر دین کا شوق پیدا ہوتا تھا --- وہ اپنے بچے کو دیتا تھا کہ اس کو مدرسہ پڑھاؤ --- اور نظام چلانے والے بڑے --- اور

بچہ جو دین پر آتا تھا --- گھر چلا جاتا تھا --- تو وہ (ماحول) بھی بددین --- وہ غالب آجاتا تھا --- بچے کا جو جذبہ ہوتا تھا وہ بدل جاتا تھا --- اور یہاں پر کھلا کہ ان بچوں کی نہیں --- بلکہ تربیت کی ضرورت ہے بڑوں کی --- جو گھر کے نظام کو چلا رہے ہیں --- جو معاشرے کے نظام کو چلا رہے ہیں --- ان کی تربیت کیسے ہو؟ --- اور ان کے لیے باقاعدہ مدرسے میں ان کو داخل کرنا --- کوئی آسان کام تھا --- ان مشغولیتوں میں سے نکال کر ایک ماحول میں ان کی تربیت کرنی تھی ---

کرے گا کون؟

تو کیونکہ ایک چیز نئی تھی --- اس لیے مفتی کفایت اللہؒ نے حیرت سے پوچھا کہ کرے گا کون؟ --- آپ نے ادب سے عرض کیا (کیونکہ وہ بڑے تھے --- اہلِ علم، اہلِ تقوی اور اہلِ فتوی --- ان کا احترام تھا دل کے اندر) --- آپ نے ان سے عرض کیا کہ میں یہ پوچھنے نہیں آیا کہ کرے گا کون --- میں تو یہ پوچھنے آیا ہوں کہ یہ ترتیب جو میرے سامنے آئی ہے --- جو میں شروع کرنا چاہتا ہوں --- اس میں شرعی اعتبار سے کوئی جھول تو نہیں --- کوئی نقص تو نہیں --- کوئی کمی تو نہیں --- انہوں نے پورا اطمینان دلایا --- کہا اب ٹھیک ہے --- ایسے ہی نہیں شروع کر دی --- اپنے اس شوق پر --- اپنے وجدان پر --- اپنے کشف و الہام پر نہیں کیا --- سب سے پہلے کیا کیا؟ --- تحقیق کی ---

آج کا مسلمان اسلام کو حقارت سے دیکھ رہا ہے

اس کو تبلیغ نہیں فرمایا۔۔۔یہ تو تربیت کے لیے ہے۔۔۔کہ دنیا اتنی غالب ہوگئی ہے کہ دین۔۔۔بلکہ حضرت کے جو ملفوظات ملتے ہیں اور حضرت کے ارشادات اس زمانے کے اندر۔۔۔اتنے درد بھرے ہیں۔۔۔آج تو ہمیں ان کے پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔۔۔یہ جو مبلّغین کہلا رہے ہیں تبلیغ والے وہ بھی نہیں پڑھتے۔۔۔حالانکہ یہ بات پرانوں کے جوڑ میں متعدد بار سنی ہے کہ حضرت کی سوانح، مولانا یوسفؒ کی سوانح اور یہ ملفوظات اپنے مطالعے میں رکھیں تاکہ ہمارے سامنے ان پاکیزہ ہستیوں کے ارشادات رہیں کہ۔۔۔انہوں نے کیسے کام کیا۔۔۔ملفوظات میں ایک جگہ درد سے فرماتے ہیں۔۔۔کہ آج اسلام جو ہے مسلمان کی نظر میں حقارت بنا ہوا ہے۔۔۔مسلمان کی نظر میں اسلام جو ہے حقارت حقارت۔۔۔مسلمان ہی نہیں چاہ رہا کہ اسلام پر چلیں۔۔۔اسلام کی بنیاد۔۔۔مسلمان ہی نہیں چاہ رہا کہ اسلام اس کے اندر آئے۔۔۔یہ مسلمانوں کی حالت ہے۔۔۔کہ مسلمان تو اسلام کو چاہ لے۔۔۔مسلمان کے دِل کے اندر اسلام کی سچی طلب پیدا ہو۔۔۔مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بنیں پہلے۔۔۔

تبلیغ ابھی شروع نہیں ہوئی

یہ تبلیغ ہے یا تذکیر ہے؟۔۔۔تذکیر ہے۔۔۔یہ مسلمانوں کو جھنجوڑا جارہا ہے۔۔۔مسلمانوں کو بیدار کیا جارہا ہے۔۔۔کہ جو پوری انسانیت کو لے کر چلنے والے

تھے وہی صفات سے خالی ہوگئے۔۔۔ہم ان صفات سے خالی۔۔۔ کیسے بلائیں گے؟۔۔۔یہ جو ذمہ داری ہے تبلیغ کی۔۔۔خود خالی صفات میں ہو کر ان کو کیسے بلائیں گے۔۔۔تو یہ اس کی بنیاد ہے۔۔۔اس لیے اس زمانے میں لوگوں کے اندر یہ جماعتیں بھیجا کرتے تھے۔۔۔اس کو تبلیغی جماعت نہیں کہا جاتا تھا۔۔۔یہ تو عوام کے اندر مشہور ہوگیا۔۔۔کہ یہ تبلیغ کے لیے آئے ہیں۔۔۔تبلیغ کے لیے آئے ہیں۔۔۔چلتے چلتے ایک نام معروف ہوگیا۔۔۔حالانکہ تبلیغ ابھی شروع نہیں ہوئی۔۔۔اس سلسلے کی۔۔۔ان اسلاف کی نشانی۔۔۔حضرت مولانا سعید احمدؒ۔۔۔جن کا ابھی حال ہی میں وصال ہوا۔۔۔ان کے مکتوبات میں ملتا تھا۔۔۔کہ تبلیغ ابھی شروع نہیں ہوئی۔۔۔یہ تو ایک محنت ہے۔۔۔یہ دعوت کی ایک محنت ہے۔۔۔یہ اصلاح کی ایک محنت ہے۔۔۔اور یہ بار بار فرمایا کرتے تھے۔۔۔کہ یہ جو نکلتا ہے دوسروں کی اصلاح کی فکر میں۔۔۔اس کی اپنی اصلاح نہیں ہوگی۔۔۔یہاں تو اپنی اصلاح کے لیے نکلنا ہے۔۔۔اصلاح کیا ہے اسلام۔۔۔

پیاس اپنے اپنے کنویں پر جا کر مٹاؤ

اب اشکال نہیں ہوگی ان کے بیان میں۔۔۔یہ ایک ترتیب ہے۔۔۔یہ بیان، تعلیم اور گشت اور مذاکروں کے ذریعے سے۔۔۔اس فضا کے اندر لا کر۔۔۔کچھ وقت نکال کر۔۔۔ان ماحولوں سے نکال کر۔۔۔جہاں یہ بگڑ گیا ہے۔۔۔اور مادیّت نے دل کے اندر قبضہ کرلیا ہے۔۔۔اتنا شعور نہیں ہے۔۔۔کہ اپنی اس دینی بھوک کو مٹانے کے

لیے۔۔۔کسی اللہ والے کے پاس جائے۔۔۔اور کسی عالم کے پاس جائے۔۔۔یہ ایک تحریک اٹھے اس کے دل کے اندر۔۔۔اچھی طرح یاد ہے مولانا پالنپوریؒ فرمایا کرتے تھے۔۔۔ہدایات کہ اندر۔۔۔یہ تو پیاس لگانے کی محنت ہے۔۔۔بھئی پیاس اپنے اپنے کنویں پر جاکر مٹاؤ۔۔۔اپنے کنویں سے۔۔۔شافعی۔۔۔شافعی علماء سے پوچھو۔۔۔حنبلی۔۔۔حنبلی علماء سے پوچھو۔۔۔حنفی۔۔۔حنفی علماء سے پوچھو۔۔۔ہم تو پیاس لگاتے ہیں کہ۔۔۔پورے دین پر چلو۔۔۔اب دین پر چلنا کیسے ہے؟۔۔۔یہ فروعی اختلافات ہیں۔۔۔ان پر جھگڑو نہیں۔۔۔اپنے علماء سے جاکر پوچھو۔۔۔ تو مقصود کیا تھا۔۔۔اللہ سے جوڑنا۔۔۔

ذمہ داری غالب اور اصلاح مغلوب ہو چکی ہے

تو یہ بات اس پر چلی ہے تبلیغ کے نام سے۔۔۔حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے فرمایا۔۔۔اور حوالہ کس کا ہے۔۔۔روایت کس کی ہے۔۔۔حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ۔۔۔جو رئیس المفسرین ہیں۔۔۔قرآن کا جو فہم اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی۔۔۔اس کی نظیر نہیں ملتی کہیں اور۔۔۔وہ فرما رہے ہیں کہ یہ منصب کس کا ہے۔۔۔تبلیغ کیا ہے۔۔۔اگر تبلیغ کہیں گے تو لوگ پکڑیں گے۔۔۔پھر یہ منصب ان کا ہے جو ایک ایک آیات پر پہلے عمل کرلیں۔۔۔اور اگر تذکیر ہے تو وہ یہ ہے۔۔۔اللہ کرے یہ بات آج سمجھ میں آجائے۔۔۔اور جب تک یہ بات چل رہی تھی۔۔۔اللہ کے فضل وکرم سے اس کے اثرات تھے۔۔۔آج جس بات پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔۔۔وہ ضمناً کہی جاتی

تھی۔۔۔کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔۔۔اصل میں اب ذمہ داری کا اعلان زیادہ ہو رہا ہے۔۔۔اور اپنی اصلاح کا مغلوب ہو گیا ہے۔۔۔اس کا تذکرہ بہت کم ہو رہا ہے۔۔۔اس لیے حال یہ ہے کہ آدمی کے اندر صفات بالکل کوئی نہیں۔۔۔اور سمجھتا ہے کہ میں پتا نہیں کیا بن گیا ہوں۔۔۔اور اس میں عاجزی آتی تھی۔۔۔حضرت مولانا سعید خانؒ۔۔۔اخیر وقت تک۔۔۔وصال سے تھوڑا پہلے ہی۔۔۔فرمایا کرتے تھے کہ ہم بھی سیکھ رہے ہیں۔۔۔جنہوں نے اپنی زندگی پوری پوری لگا دی اس کام کے اندر۔۔۔گھلا دیا اپنے آپ کو۔۔۔قسم کھا کر فرماتے تھے ابھی ہم سیکھ رہے ہیں۔۔۔

یہ تبلیغ نہیں تذکیر ہے

وہ ہمارے مولانا عبدالعزیزؒ تھے۔۔۔ٹنڈو آدم والے۔۔۔ماشاء اللہ دونوں میں ان کا حوالہ دیا کرتے تھے۔۔۔انہوں نے تبلیغ بھی کی۔۔۔اور ساتھ ساتھ تزکیہ بھی کیا۔۔۔اللہ والے تھے۔۔۔وہ فرماتے تھے چلّہ لگا کے۔۔۔یہ چلّہ کیا ہے۔۔۔چلّو ہے چلو۔۔۔چلّو سمجھتے ہیں۔۔۔کہ ہے تو چلّو۔۔۔ اور چلّہ والا سمجھتا ہے کہ پتا نہیں میں کیا بن گیا ہوں۔۔۔تو اصل مقصود ہے اس راستے میں نکال کر۔۔۔مسلمان کے اندر اس احساس کا پیدا کرنا ہے۔۔۔کہ میں نے تو دین کو سیکھنا ہے۔۔۔پورے پورے دین کو سیکھنا ہے۔۔۔پورے دین پر چلنا ہے۔۔۔اور میں ان صفات سے عاری ہوں۔۔ ۔ان صفات کو لانا ہے۔۔۔یہ صفات آئیں گی میرے اندر تو پھر تبلیغ کروں گا۔۔۔اور پھر تبلیغ کا اثر بھی ہوگا۔۔۔تو یہ تذکیر ہے۔۔۔یاددہانی ہے۔۔۔اصلاح والا راستہ

ہے۔۔۔اور اللہ پاک جو ہیں ہر زمانے کے اندر اپنے بندوں کو استعمال فرماتے رہے ہیں۔۔۔یہ جو محنت ہے۔۔۔۔یہ تو صدیوں سے چلی آرہی ہے۔۔۔اور صدیوں سے اس کے اثرات ہیں۔۔۔اور صدیوں سے ایک مجمع پر آزمایا ہوا عمل ہے۔۔۔

بے طلبوں میں دین کی سچی طلب پیدا ہو جائے

مولانا سیّد سلیمان ندویؒ۔۔۔اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے منوّر فرمائے۔۔۔جو اپنے زمانے کے دنیا کے بہت بڑے اہلِ علم۔۔۔اہلِ تحقیق تھے۔۔۔ان کا ارشاد۔۔۔کہ حضرت مولانا الیاسؒ جماعت لے کر آگئے۔۔۔لکھنؤ میں۔۔۔ندوہ میں۔۔۔تو ندوہ میں حضرت تھانویؒ تشریف فرما تھے۔۔۔تو ایک ہفتہ مولانا سیّد سلیمان ندویؒ کو حضرت مولانا الیاسؒ کی اس کڑ ہن کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔۔۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نورِ فراست دیا تھا۔۔۔ آپ کی خلوت کو دیکھا۔۔۔جلوت کو دیکھا۔۔۔علم کو دیکھا۔۔۔آپ کی تذکیر کو دیکھا۔۔۔ایک ہفتے کے بعد وہیں ان کو بیان کرنے کے لیے کہا گیا۔۔۔تو بیان میں آپ نے یہ بات فرمائی۔۔۔سیّد سلیمان ندویؒ نے۔۔۔کہ میں نے۔۔۔اس ہفتے میں نے بہت قریب سے مولانا الیاسؒ اور ان کی اس تحریک کو دیکھا۔۔۔تو میں یہ سمجھا ہوں۔۔۔کہ جہاں تک تو اہلِ علم اور علم کے شیدائی۔۔۔اور علم کی طلب والے۔۔۔اور علم کی پیاس والے۔۔۔اور علم کے شوق والے ہیں۔۔۔ان کے لیے اللہ کے فضل وکرم سے بہت کام ہو رہا ہے۔۔۔مدارس بہت ہیں دنیا کے اندر۔۔۔اور اللہ کا شکر ہے کام کر رہے ہیں۔۔۔وہ اپنی پیاس وہاں بجھا رہے

ہیں۔۔۔اور جن کو تعلق مع اللہ کا شوق ہے۔۔۔عشق ومحبت کا شوق ہے۔۔۔اور اد و اشغال و کیفیات کا شوق ہے۔۔۔ان کے لیے خانقاہیں موجود۔۔۔اور خانقاہوں میں کام ہو رہا ہے۔۔۔اور وہ وہاں اپنی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔۔۔اور اپنی طلب کے مطابق وہ لے رہے ہیں۔۔۔تو اہلِ علم کے لیے بھی کچھ ہو رہا ہے۔۔۔اور ذکر کے شائقین کے لیے بھی کچھ ہو رہا ہے۔۔۔لیکن اس وقت امّت کے اندر مسلمانوں کا کثیر طبقہ وہ ہے۔۔۔جو دین کی طلب سے خالی ہے۔۔۔ان کو شوق ہی نہیں ہے اپنی اصلاح کا۔۔۔تو یہ طبقہ اس امّت کے اندر ابھی غالب ہے۔۔۔اور بڑھتا جا رہا ہے۔۔۔ان کے لیے کچھ نہیں ہو رہا۔۔۔میں یہ سمجھا ہوں۔۔۔کہ اللہ العزت نے مولانا الیاسؒ کو ان کے لیے کھڑا کیا ہے۔۔۔کہ ان کے اندر جا کر۔۔۔اس طریقہ سے تحریک اٹھے۔۔۔کہ ان کے دلوں کے اندر دین کی ایک سچی طلب۔۔۔دین کی سچی پیاس لگ جائے اور پھر یہ اہلِ علم سے۔۔۔اہلِ ذکر سے رجوع کر کے اپنی پیاس بجھائیں۔۔۔اور اس کے بعد مولانا سیّد سلیمان ندویؒ جب تک ان کا وصال نہیں ہوا۔۔۔ جہاں بھی رہے۔۔۔چاہے وہ کراچی کے اندر رہے۔۔۔یا عرب کے اندر۔۔۔جو منصب تھا اس کے اندر اپنے آپ کو منسلک کر دیا۔۔۔اور باقاعدہ اس کی تذکیر، تعریف اور تائید فرماتے رہے۔۔۔لیکن بات یہ عرض کر رہا ہوں کہ۔۔۔تبلیغ کے عنوان سے نہیں۔۔۔بلکہ اصلاح کے عنوان سے۔۔۔اور حقیقت ہے بھی یہ۔۔۔

بحرین کے ایک عالم سے ملاقات

بحرین میں تھے ایک دفعہ۔۔۔جماعت میں گئے ہوئے تھے۔۔۔بحرین میں شیخ یوسف بہزاد ایک عرب جو ہیں۔۔۔انہوں نے ناشتے کے بعد۔۔۔ہمارے ساتھ سعودی عرب سے عالم تھے شیخ سلیمان شیحہ۔۔۔وہ مولانا یوسفؒ کے ساتھ وقت گزار چکے تھے۔۔۔اور تبلیغ کے اندر کے مغز کو سمجھے ہوئے تھے۔۔۔اب یہ ہمارے ساتھ جماعت میں وہاں گئے ۔۔۔اب وہاں پر ایک عالم تھے بحرین کے۔۔۔اس علاقے کی ایک ممتاز شخصیت۔۔۔مدارس ان کے۔۔۔بیان واقوال کے حلقے۔۔۔درس وتدریس کے حلقے۔۔۔اور وہ کتابوں کے مؤلف بھی تھے۔۔۔کافی کتابیں انہوں نے تالیف بھی کی ہوئی تھیں۔۔۔ایک کام چل رہا تھا۔۔۔تبلیغ سے ان کو وحشت تھی۔۔۔تبلیغ سے مراد یہ ہے کہ تبلیغ کے تعلق سے جو اشکال تھے۔۔۔جو اکثر علماء کو کہتے تھے۔۔۔کہ تبلیغ کیا ہے؟۔۔۔ان پر ابھی یہ حقیقت نہیں کھلی تھی۔۔۔وہ متوحش تھے ۔۔۔شیخ یوسف بہزاد۔۔۔یہ تھی حکمت ۔۔۔کہ ان کو فکر تھی کہ ان کو کیسے سمجھایا جائے۔۔۔کیونکہ ہدایات کے اندر واضح طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اہلِ علم کو دعوت نہیں دینی۔۔۔ان کے پاس تو اس علم کے استفادے کے لیے۔۔۔اہل اللہ و مشائخ کو دعوت نہ دیں۔۔۔آج جہاں جاتا ہے آدمی۔۔۔کہتا ہے بات کیسے کی جائے۔۔۔پہلے یہ نہیں تھی بات۔۔۔تو شیخ یوسف نے۔۔۔جو بہت اللہ والے تھے۔۔۔تاجر تھے لیکن دنیا سے تعلق دل کا نہیں تھا۔۔۔انہوں نے ایک ترتیب قائم کرلی۔۔۔کہ ناشتے پر بلالیا ہمیں بھی۔۔۔اور ان عالم کو بھی۔۔۔مقصود یہ تھا کہ قریب آئیں گے۔۔۔مانوس ہوں

گے۔۔۔تو شاید اس کام کی حقیقت دل پر اتر جائے۔۔۔اب ناشتہ شروع ہوا۔۔۔ماشاءاللہ ناشتے میں انواع مختلف تھے۔۔۔بہت انواع جمع کرلی تھیں۔۔۔شیخ یوسف نے بات شروع کرنے کے لیے۔۔۔اور بارہا امریکہ کا سفر کرکے آئے تھے جماعت میں۔۔۔انہوں نے اپنے سفر کے حالات سنانے شروع کیے۔۔۔اور اس سفر کے اندر جو اثرات تھے ان کی کارگزاری سنانی شروع کی۔۔۔اب یہ بات شروع کریں۔۔۔اور وہ ان کو جھڑک دیں۔۔۔انداز ان کا یہ تھا کہ ۔۔۔آپ تبلیغ والے اہلِ علم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔۔۔بس دعوۃ۔۔۔دعوۃ۔۔۔دعوۃ۔۔۔تبلیغ۔۔۔تبلیغ۔۔۔تبلیغ۔۔۔اور مدرسوں کی تمہارے ہاں۔۔۔کتابوں کی تمہارے ہاں کوئی اہمیت نہیں۔۔۔یہ ان کی باتوں سے محسوس ہورہا تھا۔۔۔وہ بولتے جارہے ہیں ۔۔۔اور شیخ سلیمان شیحہ سنتے جارہے ہیں ۔۔۔اور بالکل مداخلت نہیں کررہے۔۔۔بیچ میں لقمہ نہیں دیا۔۔۔ناشتہ اطمینان سے ہم نے کرلیا۔۔۔جب ناشتے سے فارغ ہوئے۔۔۔اور ان کی گفتگو چلتی رہی اب شیخ سلیمان صاحب نے ۔۔۔جو اس تبلیغ کے مغز کو سمجھے ہوئے تھے۔۔۔اس تحریک کے مغز کو سمجھے ہوئے تھے۔۔۔بڑے ادب سے کہا۔۔۔**واحد عريضه في خدمتكم** ۔۔۔کہ آپ کی خدمت میں ایک عرض ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحرین میں ایک خاص علمی مقام عطا فرمایا ہے۔۔۔کہ آپ کے زیرِ اثر مدارس ہیں۔۔۔اور جتنے طلبا آپ کے ہاں علم حاصل کررہے ہیں۔۔۔آپ کے بیان ۔۔۔واعظ کے حلقے میں۔۔۔لوگوں کو ماشاء اللہ فائدہ پہنچا ہے۔۔۔اور آپ نے ماشاء اللہ بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔۔۔اور جن سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔۔۔اللہ آپ کی کوششوں کو قبول

فرمائے۔۔۔سراہتے ہوئے پھر کہا۔۔۔ایک میرا سوال ہے۔۔۔کہ۔۔۔ **"مــــن یستفید من حلقه، کتبکم"** ۔۔۔تمہاری ان کتابوں سے۔۔۔تمہارے ان واعظ اور بیان کے حلقوں سے۔۔۔اور تمہارے ان مدارس سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے۔ ۔۔وہی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں جن کے اندر دین کی رغبت ہے۔۔۔دین کی پیاس ہے۔۔۔دین کی طلب ہے۔۔۔وہ آ رہے ہیں۔۔۔آپ کے حلقے میں بیٹھ رہے ہیں ۔۔۔آپ کی مجالس میں بیٹھ رہے ہیں۔۔۔آپ کے مدرسے میں داخلہ لے رہے ہیں ۔۔۔آپ کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔۔۔لیکن اس زمانے میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد وہ ہے۔۔۔جو دین چاہتی ہی نہیں۔۔۔رغبت ہی نہیں۔۔۔(ایسا ہے یا نہیں۔۔۔ آپ اپنے ماحول میں نظر ڈال لو۔۔۔ایسا ہے یا نہیں؟۔۔۔)۔۔۔اب یہ عرض کر کے پھر کہا کہ۔۔۔یہ جو دعوت دے رہے ہیں۔۔۔یہ تبلیغ جو ہے۔۔۔یہ کام اس لیے ہے۔ ۔۔کہ ان لوگوں کے اندر۔۔۔جن میں دین کی طلب نہیں ہے۔۔۔اور دین کی پیاس نہیں ہے۔۔۔اور دین کی رغبت نہیں ہے۔۔۔ان کو تمہاری طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ ۔۔ترغیب دے کر کہ فائدہ اٹھائیں۔۔۔ان کتابوں سے۔۔۔ان درس کے حلقوں سے۔۔۔یہ چشمہ بہ رہا ہے۔۔۔اس چشمہ سے فیض یاب ہو جائیں۔۔۔یہ ان کے لیے ہے۔۔۔عربوں کا عجیب مقام ہے۔۔۔ضد نہیں ہے ان کے اندر۔۔۔ابھی وہ شدت کے ساتھ اس کی نفی کر رہے تھے۔۔۔لیکن جیسے ہی حق سامنے آیا۔۔۔اور سینہ کھل گیا۔۔۔اور فرمایا کہ۔۔۔ **"لا نقلل علم ولا نقلل دعوة"** ۔۔۔نہ ہم علم کی تحقیر کرتے ہیں اور نہ دعوت کی۔۔۔یہ دعوت اسی لیے بتادی۔۔۔یہ تبلیغ نہیں ہے۔

۔۔کہ ان کو پیاس لگائیں۔۔۔فوراً انکا اطمینان ہوا اور پھر جمعہ کے بعد ان کا بیان رکھ دیا۔۔۔عربوں کی عجیب شان ہے۔۔۔میں حیران تھا کہ وہ شخص جو صبح کے وقت ان تبلیغ والوں کے بہت سخت خلاف تھا۔۔۔اب وہ بیان کر رہا ہے۔۔۔ایسے لگ رہا تھا کہ وہ صاف۔۔۔قرآن کی کوئی آیت۔۔۔کوئی حدیث۔۔۔اس کے ضمن میں۔۔۔اور اس ساتھ ایک بات انہوں نے اور کہی۔۔۔(میں حیران ہو گیا)۔۔۔کہ آج جہاد کا بہت غلغلہ ہے۔۔۔بہت آواز لگائی جارہی ہے۔۔۔اور جہاد کے لیے۔۔۔ **"لهــــا اسبابين"** ۔۔۔دونوں اسباب۔۔۔اسباب مادی اور اسبابِ معنوی۔۔۔اسبابِ مادی سے ہے۔۔۔یہ اسلحہ وغیرہ۔۔۔اور اسبابِ معنوی سے ہے۔۔۔ **"یقین علی ذات الله سبحانه"** ۔۔۔یعنی صفات۔۔۔اس کے لیے یہ محنت ہے۔۔۔جس میں ایک ماحول کی طرف بلا رہے ہیں۔۔۔تا کہ اللہ کی مدد حاصل ہو۔۔۔جس کے بغیر کامیابی مل ہی نہیں سکتی۔۔۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے مدلل دیکھے ہیں۔۔۔ایسے اکابر دیکھے ہیں۔۔۔ایسے اکابر کی صحبت میں اس کے مغز کو سمجھا ہے۔۔۔تبلیغ سے مراد تذکیر ہے۔۔۔تو لفظ تبلیغی جماعت پڑ گیا ہے۔۔۔اصل میں یہ ایک تحریک ہے۔۔۔ اندر میں اس جذبہ کو بیدار کرنے کی جو اسے مجبور کرے کہ میری ضرورت ہے یہ دین۔۔۔لیکن اگر تبلیغ کہیں گے تو پھر یہ تین آیات آئیں گی۔۔۔جن کا پہلے تذکرہ ہوا۔ ۔۔اللہ سے مانگیں کہ اللہ ہمارے دلوں میں بھی اس حقیقت کو کھول دے۔۔۔(آمین)

شجرہ

احمدؐ و صدیقؓ و سلمانؓ قاسمؒ است جعفرؒ است
بایزیدؒ و بوالحسنؒ زو بوعلیؒ تاج سر است
یوسفؒ است و غجدوانیؒ عارفؒ و محمودؒ هم
از علی رامیتنیؒ سماسؒ شمسؒ خاور است
شاہ کلالؒ است و بہاؤ الدینؒ علاؤ الدینؒ ولی
خواجہ یعقوبؒ و عبیداللہؒ بہ فضل داور است
زاہدؒ و درویشؒ و خواجہ امکنگیؒ باقی باحق
احمدؒ و آدم بنوریؒ و شیخ سعدیؒ رہبر است
خواجہ یحییؒ است هم عبدالشکورؒ عبدالرزاقؒ
حضرت محمد صفاؒ فقیر محمدؒ انور است
شمس الدینؒ مولا شدہ جانِ خریدارِ غلامؒ
فیضِ نامت یا خدایا دردونم خوشتر است
شمس الدینؒ مولا شدہ جانِ خریدارِ غلامؒ
صوفی مقبول احمد نقشبندی نوکر است

مناجاتِ نقشبند

دل بدل دے۔۔۔دل بدل دے — اپنا غم عطا کر دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے — میری فریاد سن لے میرے مولا
ہوا و حرص والا دِل بدل دے — بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دِل بدل دے — تیرا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں — بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے — پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ
سہل فرما مسلسل یاد اپنی — رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
خدایا رحم فرما دل بدل دے — میرا ظاہر سنبھل جائے الٰہی
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں — میرے باطن کی ظلمت دور کر دے
مزا آجائے مولا دل بدلے دے — ہے میری گھات میں خود نفس میرا
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوی سے — الٰہی اس کو بے مقدور کر دے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے — دل غافل کو شمعِ نور کر دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں — یہ گوشہ نور سے پر نور کر دے

مناجاتِ نقشبند

دل بدل دے ۔۔۔دل بدل دے   میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
ہوا و حرص والا دِل بدل دے   میرا غفلت میں ڈوبا دِل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں   بدل دے میرا رستہ دل بدل دے
سہل فرما مسلسل یاد اپنی   خدایا رحم فرما دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں   مزا آجائے مولا دل بدلے دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوی سے   جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں   اپنا غم عطا کر دل بدل دے
میری فریاد سن لے میرے مولا   بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے
تیرا ہوجاؤں اتنی آرزو ہے   بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ   رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
میرا ظاہر سنبھل جائے الٰہی   میرے باطن کی ظلمت دور کر دے
ہے میری گھات میں خود نفس میرا   الٰہی اس کو بے مقدور کر دے
دل غافل کو شمعِ نور کر دے   یہ گوشہ نور سے پرنور کر دے
مئے وحدت پلا مخمور کر دے   **محبت کے نشے میں چور کر دے**
دل بدل دے ۔۔۔دل بدل دے   میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے